عنبر۔ ناگ۔ ماریا

کالا طوفان (قسط نمبر ۱۶)

فہرست

۱۔ کالا طوفان

۲۔ سانپ کی موت

۳۔ عیار کنیز

۴۔ خوف ناک چہرہ

۵۔ طوفانی لہریں

۶۔ بھوتوں کا حملہ

۷۔ جہاں لاشیں جلتی ہیں

۸۔ لال رومال

۹۔ بچے کی قربانی

۱۰۔ موت کا سفر

کالا طوفان

بندرگاہ پر پہنچ کر دونوں دوست ایک سرائے میں جا اترے۔

انھیں معلوم ہوا کہ اگلے روز شام کو ایک بادبانی جہاز وہاں سے سمندر کے راستے ملک سندھ کو روانہ ہو رہا ہے ایک رات سرائے میں قیام کرنے کے بعد انہوں نے گھوڑوں کو ایک سوداگر کے ہاتھ بیچ دیا جہاز کے امیر کو سفر کا کرایہ ادا کیا اور تیسرے پہر جہاز میں آ کر سوار ہو گئے دوسرے مسافر بھی جہاز پر چڑھ رہے تھے سامان لادا جا رہا تھا۔

مزدور بڑے بڑے گٹھر اٹھائے جہاز کے عرشے پر ایک طرف لگا رہے تھے وہاں کافی شور مچا تھا عنبر اور ناگ عرشے کے تختے پر قالین بچھا کر بیٹھ گئے اور باتیں کرتے ہوئے مسافروں کو تکنے لگے ہر قسم کے

مسافر سوار ہو رہے تھے کوئی حبشی تھا کوئی مصری تھا کوئی قبطی تھا اور کوئی چینی تھا عورتیں اور بچے بھی جہاز پر سوار ہو رہے تھے عنبر نے ایک قبطی کو دیکھا کہ اسکا سر منڈا ہوا تھا اور گول مٹول جسم اس نے سیاہ رنگ کی چادر میں چھپا رکھا تھا وہ ادھیڑ عمر کا تھا اور شکل وصورت سے بڑا ہوشیار نظر آتا تھا عنبر نے ناگ سے کہا۔

یہ قبطی مجھے کوئی جادوگر معلوم ہوتا ہے۔

ناگ نے بھی اس پر اسرار شکل والے قبطی کو دیکھا اور عنبر کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔

وہ بھی ہمیں غور سے دیکھ رہا ہے شاید اسے جادو کے زور سے ہماری خفیہ طاقت کا راز معلوم ہو گیا ہے۔

عنبر نے مسکرا کر جواب دیا۔

وہ دوبارہ پیدا ہو کر اس دنیا میں آجائے تو پھر بھی اسے ہماری خفیہ

طاقت کا راز معلوم نہ ہو سکے گا۔

قبطی اتر کر جہاز کے نچلے حصے میں چلا گیا سورج نے مغرب میں غروب ہونا شروع کر دیا سمندر پر اسکی سنہری روشنی پھیل گئی جہاز کے امیر نے بگل بجوا کر جہاز کے چلنے کا پہلا اعلان کر دیا مسافروں میں تیزی آگئی نیچے سے مسافر جلدی جلدی اوپر چڑھنے لگے مزدوروں میں بھی پھرتی آگئی جہاز کا کپتان یعنی امیر ایک داڑھی والا بوڑھا شخص تھا جس کے چہرے کا رنگ سمندری ہواؤں کی مار کھا کھا کر گہرا سانولا ہو گیا تھا اس نے عرشے کے تختوں پر چل پھر کر لوگوں کو جلدی جلدی اپنے اپنے ٹھکانوں پر بیٹھ جانے کے لئے کہا جب سورج کا سنہری تھال سمندر میں ڈوبنے لگا تو ملاحوں نے لکڑی کے مستول سے لپٹے ہوئے بادبانوں کو کھولنا شروع کر دیا جن رسوں سے جہاز کو بندر گاہ کے ستونوں کے ساتھ کس کر باندھا گیا تھا انہیں کھول کر جہاز کے

کالا طوفان

اوپر اچھال دیا گیا بادبانوں کے کھلتے ہی ان میں ہوا بھرنی شروع ہو گئی جہاز کی روانگی کا بگل بجا دیا گیا۔

اسکے ساتھ ہی جہاز نے ساحل سے ہٹنا شروع کر دیا جو لوگ اپنے اپنے عزیزوں کو چھوڑنے آئے تھے وہ ہاتھ ہلانے لگے جہاز پیچھے ہٹتا چلا گیا اس زمانے کے جہاز اتنے تیز رفتار نہیں ہوتے تھے پھر بھی اگر ہوا تیز ہوتی تو وہ بڑی تیزی سے آگے بڑھا کرتے تھے ہوا معمولی سی تیز تھی چنانچہ جہاز تھوڑی ہی دیر بعد بندرگاہ سے نکل کر کھلے سمندر میں آ گیا یہ خلیج فارس کا سمندر تھا جو اس زمانے میں بھی کافی خراب تھا یعنی ہر موسم میں وہاں لہریں اچھلتی رہتی تھیں جہاز کا کپتان بڑا ماہر اور تجربہ کار تھا وہ جہاز کو بڑی ہموار رفتار کے ساتھ کھلے سمندر میں لے گیا۔

سورج غروب ہو چکا تھا اور سمندر پر رات کے سائے پھیل رہے تھے دیکھتے ہی دیکھتے رات ہو گئی اور سمندر پر ہر طرف اندھیرا چھا گیا جہاز

پر چراغ اور مشعلیں روشن کر دی گئیں عنبر اور ناگ نیچے کھانا کھانے چلے گئے کھانے کی بڑی سی لکڑی کی میز پر مسافر بھی بیٹھے کھانا کھا رہے تھے یہ دونوں دوست بھی ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے انھوں نے مچھلی اور ابلے ہوئے چاول منگوائے اور باتیں کرتے ہوئے مزے سے کھانے لگے۔

اتنے میں وہاں وہ پر اسرار قبطی بھی آگیا۔

شاید جان بوجھ کر وہ عنبر اور ناگ کے قریب آکر بیٹھا تھا تینوں نے ایک دوسرے کو کنکھیوں سے دیکھا اور خاموش رہے قبطی نے مسکرا کر پوچھا۔

میرے بچو! تم کہاں تک سفر کر رہے ہو؟

ناگ نے کہا۔

ہم ملک سندھ جا رہے ہیں۔

قبطی نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

میں بھی وہیں جا رہا ہوں بہت خوب سفر کٹے گا لیکن آپ لوگ کس شہر سے آرہے ہیں۔

گلیلی سے عنبر نے کہا۔

اس شہر پر خداوند کا قہر نازل ہوا ہے وہ تو سارے کا سارا تباہ ہو گیا ہے پہلے زلزلے نے برباد کیا اور پھر پانی کا سیلاب اسے اپنے ساتھ بہا کر لے گیا اچھا ہوا کہ تم لوگ جانیں بچا کر بھاگ آئے وہاں کے بادشاہ نے ایک بزرگ ہستی کے ساتھ ظلم کیا تھا اس کا انجام اس سے بھی برا ہوتا تو مجھے افسوس نہ ہوتا۔

عنبر نے باتوں ہی باتوں میں پوچھا۔

کیا آپ سوداگری کرتے ہیں۔؟

قبطی مسکرایا اور کہنے لگا۔

تمہارا اندازہ صحیح ہے میں ہیرے جواہرات کی تجارت کرتا ہوں اور

سندھ میں شہر وارا ناشی کے راجہ کے ہاں قیمتی جواہرات لے کر جا رہا

ہوں۔

معلوم ہوتا ہے آپ نے جواہرات کی تجارت نئی نئی شروع کی ہے

کیونکہ ایک تجربہ کار ماہر سوداگر جہاز پر سفر کرتے ہوئے کبھی کسی اجنبی

کو نہیں بتاتا کہ اس کے پاس ہیرے جواہرات ہیں۔

قبطی زور سے ہنسا اور اپنی پر اسرار نسواری آنکھیں سمیٹ کر بولا۔

میرے بچے! تو نے بالکل ٹھیک کہا ایک تجربہ کار سوداگر کبھی یہ غلطی نہیں

کرتا لیکن میں عام سوداگروں سے ذرا مختلف سوداگر ہوں۔

ناگ نے پوچھا۔

وہ کیسے؟

قبطی نے کہا۔

وہ ایسے کہ میں ایک ماہر سپیرا بھی ہوں. جس مرتبان میں میرے

ہیرے جواہرات پڑے ہیں اسی مرتبان میں ایک بے حد زہریلا

سانپ ان کی حفاظت کر رہا ہے۔

ناگ چوکنا ہو گیا تو گویا یہ قبطی سپیرا بھی تھا اور مرتبان میں کسی زہریلے

سانپ کو بند کر کے ساتھ لے جا رہا تھا عنبر کہنے لگا۔

کیا آپ کو سانپوں کی زیادہ پہچان ہے یا ہیرے جواہرات کی۔

جتنی پہچان مجھے ہیرے جواہرات کی ہے اس سے زیادہ پہچان مجھے

سانپوں کی ہے سانپ کو میں دور سے پہچان لیتا ہوں کہ یہ کس نسل اور

کس ملک کا سانپ ہے۔

ناگ نے پہلی بار پلکیں جھپکا کر کہا۔

بہت خوب۔

قبطی بولا۔

کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ لوگ کیا کام کرتے ہیں اور ملک سندھ

کس کے ہاں جا رہے ہیں۔؟

عنبر نے راز داری سے کام لیتے ہوئے کہا۔

ہم کپڑے کے سوداگر ہیں اور سندھ میں ہمارے جانے کا مقصد وہاں

یہ دیکھنا ہے کہ کیا کپڑے کی سوداگری وہاں ہو سکتی ہے۔

قبطی نے کہا۔

برخودار کپڑے کی تجارت ہر ملک میں ہو سکتی ہے اگر لوگ صرف یہ ہی

معلوم کرنے جا رہے ہو تو اپنا وقت اور پیسہ برباد کر رہے ہو اگر وہاں

سوداگری کرنے کا ارادہ ہے تو پھر میں بھی تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔

آپ کے خلوص کا شکریہ۔ ہمارا مقصد وہاں تجارت کرنے کا بھی

ہے۔

تو پھر ہمارے شہر وارانا شی ضرور آنا وہاں کا راجہ بہت دریا دل ہے رعایا

اس پر جان چھڑکتی ہے اس کی رانی کو نئے کپڑے خریدنے کا
بہت شوق ہے میں اپنے جواہرات اسی رانی کے لئے لے کر جا رہا
ہوں۔
عنبر نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔
ہم وارا ناشی آنے کی پوری کوشش کریں گے۔
کھانے سے فارغ ہو کر وہ اٹھ کر اپنے اپنے ٹھکانوں پر چلے گئے عنبر
نے ناگ سے پوچھا۔
اب کیا خیال ہے تمہارا اس قبطی کے بارے میں؟
ناگ کہنے لگا۔
مجھے تو صرف اس کے سانپ سے دلچسپی ہے جو اس نے اپنے مرتبان
میں چھپا رکھا ہے۔
عنبر نے مسکرا کر کہا۔

اور ہیرے جواہرات کے بارے میں کیا خیال ہے؟ مجھے ان سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے بھلا۔

مجھے تو یہ شخص کوئی بہت بڑا مکار آدمی لگتا ہے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے جو کچھ کہا جھوٹ تھا۔

ہو سکتا ہے مگر تم یہ اندازہ کیسے لگا سکتے ہو۔

بس میرا دل کہتا ہے دو ہزار سال سے انسانوں کو دیکھتا چلا آ رہا ہوں اب تو ایک ایک آدمی کی بو سونگھ کر بتا سکتا ہوں کہ کس خصلت کا ہے۔

لیکن پھر بھی ہم دھوکہ کھا سکتے ہیں کیونکہ میں نے انسانی روپ میں آ کر محسوس کیا ہے کہ انسان ایک بڑا ہی چھپا جانور ہے وہ دل میں رازوں کا خزانہ چھپائے پھرتا ہے اور اوپر سے کسی کو کچھ معلوم نہیں ہوتا.............تمہارا کیا خیال ہے عنبر؟

تم بھی ٹھیک کہتے ہو اور میں بھی تمہیں ٹھیک کہہ رہا ہوں عنبر کا اندازہ

بالکل درست تھا وہ قبطی اصل میں جواہرات کا سوداگر نہ تھا بلکہ ہندوستان کے ٹھگوں کے ایک بہت بڑے گروہ کا سرادر تھا جو ایک قبطی کے حلیے میں بھیس بدل کر جہاز پر آ بیٹھا تھا اس کے مرتبان میں سانپ ضرور تھا مگر ہیرے جواہرات سارے کے سارے نقلی تھے یہ ہیرے اس ہوشیاری سے عام شیشے کے ٹکڑوں میں سے تراشے گئے تھے کہ بڑے بڑے ماہر جواہری دھوکہ کھا جاتے تھے قبطی یہی نقلی ہیرے خرید نے ملک یمین اور حلب گیا تھا قبطی کا اصل نام زرتاش تھا اور وہ آتش پرست تھا اس کے گروہ کے لوگ وسطی ہندوستان میں وارناشی بندرابن اور جے پور کے علاقوں میں پھیلے ہوئے تھے۔ وہ سپیرا بھی تھا اور بڑے بڑے سانپ پلک جھپکنے میں پکڑ لیتا تھا۔

عنبر نے زرتاش کو یہ نہیں بتایا تھا کہ اس کے پاس بھی ایک قیمتی ہیرا ہے ورنہ وہ اسے ضرور ہلاک کرنے کی کوشش کرتا عنبر کو یہ شک تو ہو گیا

تھا کہ قبطی زرتاش ایک ہوشیار اور کائیاں آدمی ہے مگر اسے نہیں معلوم

تھا کہ وہ ایک ٹھگ ہے بلکہ ٹھگوں کا بڑا ہی ظالم اور خطرناک سردار ہے

اس نے اب تک سینکڑوں انسانوں کا خون کیا تھا ان کی گردن میں

رومال کا پھندا ڈال کر انہیں موت کی نیند سلا کر لوٹ لیا تھا زرتاش

ٹھگ نے اگلے روز باتوں ہی باتوں میں عنبر سے یہ پوچھنے کی کوشش کی

کہ ان کے پاس کوئی قیمتی شے تو نہیں ہے مگر عنبر نے اسے یہی بتایا کہ

وہ غریب سوداگر ہیں اور غریبی کی حالت میں سفر کر رہے ہیں۔

جہاز کو سمندر میں سفر کرتے ہوئے تیسرا دن جا رہا تھا کہ اچانک صبح کو

ایک سوداگر مرا ہوا پایا گیا کسی نے اس کا گلا گھونٹ کر ہلاک کر دیا تھا

جہاز کے کپتان نے اس کی لاش کو ضروری رسومات کے بعد پتھر سے

باندھ کر سمندر میں پھینک دیا دوسرے دن ایک اور سوداگر مرا ہوا پایا

گیا کپتان نے سارے مسافروں سے پوچھ گچھ کی مگر قتل کی وجہ اور

قاتل کا سراغ معلوم نہ ہو سکا چوتھے روز ایک اور سوداگر مر گیا ان سب کو گلا گھونٹ کر ہلاک کیا گیا تھا اب تو سارے جہاز میں کھلبلی مچ گئی کپتان نے رات کو پہلی اور دوسری منزل کے عرشوں پر زبردست پہرہ لگا دیا پانچویں روز کوئی واردات نہ ہوئی۔

عنبر اور ناگ بھی بہت حیران تھے کہ یہ کون شخص ہے جو جہاز پر لوگوں کو ہلاک کر رہا ہے مصیبت یہ تھی کہ قتل کے بعد کسی کو بھی یہ پتہ نہ چل سکتا تھا کہ جو قتل ہوا ہے اسکے سامان میں سے کون سی قیمتی شے چوری ہو گئی ہے یہ ساری وارداتیں وہی زرتاش ٹھگ کر رہا تھا اس نے جہاز پر یکے بعد دیگرے پانچ سوداگروں کے گلے میں رومال کا پھندا ڈال کر ہلاک کر دیئے اور ان کے سامان میں سے قیمتی پتھر اور سونا چرا لیا تھا ظاہر میں چونکہ اس نے بڑی درویشانہ وضع قطع بنا رکھی تھی اس لیے اس پر کسی کو شک نہیں ہو سکتا تھا۔

چھٹے روز جہاز ہندوستان کی بندرگاہ دیبل کے ساحل پر آ لگا زرتاش

ٹھگ نے عنبر اور ناگ سے رخصت ہوتے ہوئے کہا۔

دوستو اگرچہ تم عمر میں مجھ سے بہت چھوٹے ہو مگر میں تمہیں اپنا

دوست ہی کہوں گا اس لئے کہ مجھے تم دونوں کی طبیعتیں بہت پسند ہیں

دیبل سے ملک کے اندر قافلے ہر چاند کی بارھویں تاریخ کو روانہ

ہوتے ہیں ابھی قافلے کے روانہ ہونے میں دو روز باقی ہیں میری

خواہش ہے کہ تم لوگ میرے ہاں قیام کرو میں نے یہاں ایک پرانا

مکان خرید رکھا ہے کیوں کہ کاروبار کے سلسلے میں مجھے اکثر یہاں آنا

جانا پڑتا ہے۔

عنبر اور ناگ نے سوچا کہ اسکے ہاں رہنے میں کیا حرج ہو سکتا ہے۔

چنانچہ انہوں نے حامی بھر لی زرتاش ٹھگ دونوں کو ساتھ لے کر دیبل

کے ایک اجاڑ سے علاقے میں بنے ہوئے ایک ویران سے ایک

منزلہ کچے مکان میں لے آیا یہاں دیواروں پر مکڑیوں نے جالے بن رکھے تھے۔

معاف کرنا دوستو! اس دفعہ میں دیر بعد آیا ہوں مکان کی صفائی نہیں کروا سکا۔

کوئی بات نہیں جناب ہم اس قسم کے مکانوں میں رہنے کے عادی ہیں۔

شکریہ! شکریہ! اسی لئے مجھے تم لوگوں کی عادتیں بڑی پسند ہیں۔

وہ شام کے وقت اس مکان میں داخل ہوئے تھے۔

رات ابھی چھائی نہیں تھی کہ آسمان پر گردو غبار کا ایک بادل نمودار ہوا یہ بادل پھیلتا چلا گیا پھر اس نے ہلدی کا رنگ پکڑ لیا اس کے بعد وہ سیاہی مائل ہونا شروع ہو گیا زرتاش ٹھگ نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

کالا طوفان

معلوم ہوتا ہے دیوتا اس شہر سے ناراض ہیں ایسا کالا طوفان میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔

ہوا تیز ہونا شروع ہوگئی تھوڑی دیر بعد ایسا زبردست اور قیامت کا طوفان شروع ہو گیا کہ زمین اور آسمان کا رنگ ایک ہو گیا درخت جڑوں سے اکھڑ اکھڑ کر گرنے لگے مکانوں کی چھتیں ہوا میں اڑتی پھرنے لگیں ناگ عنبر اور زرتاش ٹھگ کوٹھری کے اندر دبک کر بیٹھ گئے کافی دیر بعد آدھی رات کی بارش شروع ہوگئی بارش بھی ایسی موسلا دھار ہوئی کہ جل تھل ایک ہو گیا بارش اور طوفان پچھلے پہر کو تھم گئے صبح ہوئی تو تینوں مکان سے باہر نکل آئے زمین ریتلی تھی اس لئے رات بھر کی بارش کے بعد کہیں بھی پانی نہیں کھڑا تھا سارا پانی صحرا کی ریت نے جذب کر لیا تھا ہاں جگہ جگہ درخت جڑوں سے اکھڑے پڑے تھے مکانوں کی چھتیں اڑ گئی تھیں اور کئی کچے مکانوں کا نام ونشان تک

مٹ گیا تھا زرتاش نے کہا۔

یہ خدائی قہر تھا دیوتا ناراض ہو گئے معلوم ہوتا ہے یہاں ایک عرصے سے لوگوں نے انسانی قربانی نہیں دی۔

عنبر نے پوچھا۔

کیا یہاں لوگ دیوتاؤں کے آگے انسانی قربانی دیتے ہیں۔؟

ہاں میرے دوست! اس ملک ہندوستان میں تقریباً ہر ریاست ہر شہر میں دیوتاؤں کے آگے انسانی قربانی دی جاتی ہے۔

عنبر کو دو ہزار سال پہلے کے وحشی لوگ یاد آ گئے جو انسانوں کو دیوتاؤں کے بتوں کے آگے لٹا کر ذبح کر دیا کرتے تھے۔ گویا انسان دو ہزار برس گزر جانے کے بعد بھی اسی جگہ کھڑا تھا عنبر اور ناگ نے زرتاش سے اجازت لی اور کارواں سرائے میں یہ معلوم کرنے چل دیئے کہ قافلہ کس روز روانہ ہو رہا ہے۔؟

سانپ کی موت

قافلہ دوسرے روز روانہ ہو رہا تھا۔

عنبر اور ناگ واپس کارواں سرائے میں آ گئے اب انھوں نے سوچنا شروع کر دیا کہ وہ کس شہر کو روانہ ہوں ناگ کا خیال تھا کہ شہر اجین کا رخ کیا جائے کیونکہ اس شہر میں سانپوں کے راجہ شیش ناگ کی پرستش ہوتی تھی ناگ نے کہا۔

اجین میں ہمیں بڑی سہولتیں مل جائیں گی ہو سکتا ہے کہ لوگ میری پوجا شروع کر دیں اس طرح ہم آرام اور آسائش کی زندگی بسر کرتے ہوئے اس سارے دیس کی سیر کر سکیں گے عنبر کو ناگ کا یہ خیال پسند آیا چنانچہ انھوں نے شہر اجین جانے کا فیصلہ کر لیا زرتاش ٹھگ شام کو آیا تو

کالا طوفان

عنبر نے اسے بتایا کہ وہ اجین جا کر کپڑے کی تجارت کر کے قسمت آزمائی کرنا چاہتے ہیں زرتاش ٹھگ بولا۔

میرے دوستوں اس شہر کی طرف جانے کا خیال دل سے نکال دو تو اچھا ہے اس لئے کہ اس شہر پر شیش ناگ کی حکومت ہے وہاں کا راجہ سانپوں کی پوجا کرتا ہے اور گلیوں میں سانپ گھومتے پھرتے ہیں یہ سانپ وہاں کے لوگوں کو تو کچھ نہیں کہتے مگر باہر سے کوئی آدمی آئے تو اسے ڈس لیتے ہیں۔

ناگ اور عنبر ہنسنے لگے زرتاش ٹھگ نے کہا۔

تم ہنس رہے ہو کیا تمہیں اپنی زندگی سے پیار نہیں ہے۔

ناگ نے کہا۔

ہم نے ہمیشہ خطروں میں رہ کر زندگی بسر کی ہے ہمیں یہ بات پسند ہے اسی لئے ہم نے سانپوں کے شہر کو چنا ہے۔

زرتاش بولا۔

مگر سانپ تم لوگوں کو ہلاک کر دیں گے اس شہر میں کبھی کوئی اجنبی نہیں گیا راجہ کے خاص مہمانوں کو ایک پالکی میں بیٹھا کر لایا جاتا ہے جسے کہاروں نے اٹھا رکھا ہوتا ہے تم کیوں اپنی موت کو آواز دے رہے ہو؟

ناگ کہنے لگا۔

جناب قبطی صاحب۔ آپ ہماری فکر نہ کریں سانپ ہمیں کچھ نہیں کہیں گے کیونکہ ہمیں سانپوں کے کاٹے کا علاج کرنا آتا ہے۔

برخوردار اجین کے سیاہ کالے ناگ کاٹ لیں تو آدمی ایک پل کے اندر اندر مر جاتا ہے وہ بے حد زہریلے سانپ ہیں میں ایک سپیرا بھی ہوں مجھے سانپوں کے بارے میں تم سے زیادہ معلوم ہے میرے مرتبان کا سانپ بھی اجین ہی کا ہے۔

ناگ ہنسنے لگا کس قدر بے خبر آدمی ہے یہ قبطی زرتاش بھی اسے معلوم ہی نہیں تھا کہ وہ ایک ایسے انسان سے بات کر رہا ہے جو خود سانپ ہے بلکہ سانپوں کا شہزادہ ہے دنیا کے تمام سانپ اسکے غلام ہیں کیوں کہ وہ سو برس کی زندگی گزارنے کے بعد اس میں اتنی طاقت پیدا ہو گئی تھی کہ وہ سانپ سے جو شکل چاہے اختیار کر لے ناگ نے زرتاش ٹھگ کو اپنی باتوں سے یقین دلانے کی ہر ممکن کوشش کی کہ سانپ ان دونوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے مگر زرتاش نہ مانا آخر اس نے کہا۔

اگر تم لوگ سچ کہتے ہو تو مجھے اس کا ثبوت دو۔

وہ کیسے۔؟ ناگ نے پوچھا۔

زرتاش نے کہا۔

وہ ایسے کہ میرے اس مرتبان میں اجین شہر کا ہی ایک انتہائی زہریلا

سانپ موجود ہے تم میں سے کوئی اس سانپ کو پکڑ کر دکھادے اگر تم

نے مرتبان میں ہاتھ ڈال کر سانپ کو باہر نکال لیا اور اس کے ڈسنے

سے زندہ رہے تو میں مان جاؤں گا کہ تم سچ مچ بہت بڑے سانپوں

کے ماہر ہو نہیں تو تمہیں میری بات تسلیم کرنی پڑے گی کہ میں تم لوگوں

سے زیادہ عقلمند اور ماہر سپیرا ہوں۔

عنبر نے کہا۔

مجھے منظور ہے

زرتاش نے ناگ کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔

اور تمہیں؟

ناگ نے مسکرا کر کہا۔

مجھے بھی منظور ہے۔

تو پھر میرے ساتھ اندر آؤ۔

زرتاش ٹھگ جو کہ ایک ماہر اور تجربہ کار سپیرا بھی تھا دونوں کو لے کر کوٹھڑی میں آ گیا اس نے چارپائی کے نیچے ہاتھ ڈال کر مرتبان باہر نکالا اور اسے درمیان میں رکھ دیا مرتبان کے اوپر کپڑا بندھا ہوا تھا زرتاش نے مرتبان کو زور سے انگلی ماری تو اندر سے سانپ کی بڑی خوفناک شوکر سنائی دی زرتاش نے مسکرا کر عنبر اور ناگ کی طرف دیکھا اور کہا۔ مجھے تمہاری نوجوانی پر رحم آ رہا ہے اب بھی وقت ہے اپنی شرط واپس لے لو اور مان لو کہ جو کچھ میں کہتا ہوں وہ سچ ہے۔

عنبر نے کہا۔

ہرگز نہیں۔

زرتاش بولا۔

یاد رکھو۔ یہ بڑا ہی زہریلا سانپ ہے اس کا ڈسا پانی نہیں مانگتا اس کے ڈستے ہی تمہارا رنگ سیاہ پڑ جائے گا اور سارا جسم پھٹ کر ٹکڑے

ٹکڑے ہو جائے گا۔

ناگ کہنے لگا۔

ہم علاج کر لیں گے ہمارا کوئی سانپ کچھ نہیں بگاڑ سکتا بہت اچھا بر خوردار یہ بتاؤ پہلے کون مرتبان کے اندر ہاتھ ڈالے گا۔

عنبر نے کہا۔

پہل میں کروں گا۔

یہ لو مرتبان تمہارے سامنے پڑا ہے اسے کھولو اور اندر ہاتھ ڈال کر سانپ کو باہر نکالو۔

عنبر نے مرتبان کی طرف ہاتھ بڑھایا زرتاش کے ماتھے پر پسینہ آ گیا کیوں کہ اسے پورا پورا یقین تھا کہ مرتبان کے اندر ہاتھ ڈالتے ہی سانپ اسے ڈس لے گا اور وہ ایک پل میں مر جائے گا عنبر نے مرتبان کے منہ پر بندھا ہوا کپڑا اتار دیا زرتاش نے آخری بار منع کیا۔

برخوردار! ابھی وقت ہے باز آجاؤ اور مجھے اپنا استاد تسلیم کرلو۔

عنبر نے مسکرا کر کہا۔

میں آپ کو یہ تماشہ دکھا کر رہوں گا۔

موت کو تماشہ نہ کہو تم مرجاؤ گے۔

موت میرے لئے تماشہ ہی بن چکی ہے آپ فکر نہ کریں۔

اور دوسرے لمحے عنبر نے مرتبان کے اندر ہاتھ ڈال کر زہریلے اور سیاہ سانپ کو کمر سے پکڑ کر باہر نکال لیا سانپ نے زور سے پھنکار ماری اور عنبر کے ہاتھ پر ڈس لیا زرتاش کی آنکھوں میں خوف جھلکنے لگا اسے یقین ہوگیا کہ ابھی وہ گرے گا اور اس کا سارا جسم سیاہ پڑ جائے گا اور کھال جگہ جگہ سے پھٹنی شروع ہو جائے گی مگر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ عنبر سانپ کے ڈسنے جانے کے بعد بھی اسی طرح تختے پر بیٹھا مسکرا رہا تھا اس نے سانپ کو گردن سے پکڑ کر کہا۔

کیوں جناب قبطی صاحب اگر آپ اجازت دیں تو آپ کے زہریلے
سانپ کو ہلاک کر دوں؟ آپ نے دیکھا کہ اس نے پوری طاقت
سے مجھے ڈسا ہے۔
زرتاش ٹھگ حیرت سے عنبر کو دیکھ رہا تھا وہ دم بھر میں عنبر کے گر کر مر
جانے کی امید لگا کر بیٹھا ہوا تھا مگر عنبر اسی طرح جیتا جاگتا انسان بنا
مسکرا رہا تھا۔
نہیں نہیں۔ دوست! یہ بڑا قیمتی سانپ ہے اسے ہلاک مت کرنا اسے
واپس مرتبان میں ڈال دو۔
عنبر نے سانپ کو واپس مرتبان میں ڈال دیا اب ناگ کی باری تھی
زرتاش نے مرتبان کے منہ پر کپڑا ڈال دیا اور عنبر کے ہاتھ کو اس جگہ
سے دیکھا جہاں سانپ نے ڈسا تھا وہاں سانپ کے دانتوں کا پورا
نشان پڑا ہوا تھا مگر خلافِ معمول کوئی چھالا نہیں پڑا تھا زرتاش کے

لئے زندگی کا یہ ایک حیرت انگیز تجربہ تھا کیونکہ عنبر نے کوئی دوائی بھی

نہیں لگائی تھی۔

وہ ابھی حیران ہی ہو رہا تھا کہ ناگ نے آگے بڑھ کر مرتبان کے منہ

سے کپڑا اٹھا دیا زرتاش چونک کر اس طرف دیکھنے لگا اس نے کہا۔

برخوردار تمہارے ساتھی کی قسمت اچھی تھی کہ بچ گیا اب تم اپنی جان

خطرے میں نہ ڈالو یہ سانپ اس قدر زہریلا ہے کہ یہ ایک ہی وقت

میں سات آدمیوں کو کاٹ کر ہلاک کر سکتا ہے۔

ناگ نے مسکرا کر کہا۔

جناب سپیرا صاحب! آپ کی اجازت ہو تو میں سانپ کو ہاتھ ڈال کر

باہر نکال لوں۔

اگر تم مرنا ہی چاہتے ہو تو میں تمہیں روکنے والا کون ہوں لیکن برخودار!

اس سانپ کو نہ ہی چھیڑو تو اچھا ہے کیونکہ مجھے تمہارے سر پر موت کا

سایہ نظر آ رہا ہے۔

ناگ نے پہلی بار قبطی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا ایک پل کے لیے قبطی سہم کر رہ گیا اسے کچھ ایسا لگا جیسے کوئی سرخ آنکھوں والا ناگ اس کی جانب ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا ہے مگر اس نے فوراً ہی سر کو جھٹک دیا اور سوچا کہ بھلا یہ نوجوان ناگ کیسے ہو سکتا ہے ناگ نے مسکرا کر کہا۔

اجازت ہے۔؟

اجازت ہے۔

قبطی زرتاش ٹھگ کی اجازت ملتے ہی ناگ نے مرتبان کے اندر ہاتھ ڈال کر سانپ کو پکڑا اور باہر نکال لیا زہریلا سانپ جو نہ جانے کتنے لوگوں کو ہلاک کر چکا تھا ناگ کے ہاتھوں میں ایک بے جان ٹہنی کی طرح جھول رہا تھا ناگ نے اسے زمین پر رکھ دیا سانپ نے ایک

چکر سا کھایا اور اپنا پھن پھیلا کر کھڑا ہو گیا ناگ نے سانپ کی طرف دیکھ کر اپنا ہاتھ اس کی گردن پر رکھ دیا سانپ نے بڑے زور سے پھنکار مار کر ناگ کے ہاتھ پر ڈس دیا قبطی بڑا خوش ہوا کیونکہ اسے یقین تھا کہ وہ اب سانپ کے زہر سے بچ نہ سکے گا۔

مگر ناگ اسی طرح کھڑا رہا اب سانپ پر غشی کی حالت طاری شروع ہو گئی تھی اس کا پھن سمٹ گیا اور وہ زمین پر کنڈلی مار کر بیٹھ گیا پھر اس نے ناگ کے اردگرد دو چار چکر کاٹے اور اپنی گردن اور جھکا دی اور دیکھتے ہی دیکھتے ناگ کے قدموں کو چوم کر الٹا ہو گیا سانپ جب مرنے لگتا ہے تو الٹا ہو جاتا ہے سانپ کا الٹا ہونا تھا کہ قبطی چلایا۔

میرے خداوند! یہ تو مر رہا ہے۔

ناگ نے بڑے سکون کے ساتھ کہا۔

مر نہیں رہا بلکہ مر گیا ہے اگر یقین نہ آئے تو اسے ہلا جلا کر دیکھ لو۔

قبطی نے سانپ کو زمین پر سے اٹھا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ واقعی وہ مر چکا تھا قبطی حیرت زدہ ہو کر رہ گیا تھا اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کچھ کیسے اور کیوں ہو گیا اس نے مردہ سانپ کو وہیں چھوڑ کر مرتبان کا منہ بند کیا اور ناگ سے پوچھا۔

تم نے کون سی دوا پی رکھی تھی جس نے تمہیں بچا لیا مگر تمہارے خون نے اپنے زہر سے میرے سانپ کو ہلاک کر دیا؟ یہ سراسر ظلم ہے کہ ایک بے زبان جانور کو بغیر کسی وجہ سے ہلاک کر دیا جائے۔

عنبر نے کہا۔

جناب سپیرا صاحب اگر آپ کی یہ خواہش بھی ہوتی تو آپ کے سانپ میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ میرے دوست کو مار سکتا اس کا ثبوت آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔

زرتاش ٹھگ اپنے سانپ کو تو بھول گیا اب اسے یہ ٹوہ لگ گئی کہ اس

نوجوان نے کیا کرامت کی کہ اس پر سانپ نے اثر نہیں کیا بلکہ الٹا

سانپ خود ہلاک ہو گیا اس نے کہا۔

میرے برخوردار دوستو میں تم لوگوں کی طاقت کا لوہا مان گیا ہوں تم سچ

مچ بڑے زبردست نوجوان ہو مگر یہ تو بتاؤ کہ تم نے کون سی دوا پی لی تھی

کہ تم پر زہر نے اثر نہیں کیا؟

ناگ بولا۔

اگر ہم نے دوا پی تھی تو پھر سانپ کو کیا ہو گیا تھا کہ وہ مجھے کاٹتے ہی مر

گیا؟

یہی تو میں حیران ہوں کیا تم اس بھید پر سے پردہ نہیں اٹھاؤ گے۔

ناگ ہنس پڑا اور بولا۔

یہ کوئی بھید نہیں ہے بس ایک جوگی بابا نے مجھے منتر بتایا تھا اور کہا تھا کہ

یہ جنتر پڑھ لو گے تو سانپ کا زہر اثر نہیں کرے گا اور جو سانپ تمہیں

ڈسے گا وہ خود ہلاک ہو جائے گا۔

عنبر بولا۔

مجھے بھی اسی جوگی بابا نے منتر بتایا تھا۔

زرتاش ٹھگ کو یقین نہ آیا وہ سمجھ گیا کہ یہ نوجوان کسی خاص راز کو ساتھ لیے پھر رہے ہیں اس کے لئے اس نے اصرار کرنا مناسب نہ سمجھا اور کسی موقع کی تلاش میں رہا رات آدھی گزر گئی تھی وہ لوگ سو گئے پچھلے پہر کاروان سرائے سے قافلہ روانہ ہونے والا تھا ٹھیک وقت پر عنبر ناگ اور زرتاش ٹھگ اٹھے منہ ہاتھ دھو کر انہوں نے اونٹنی کے دودھ کا ناشتا کیا اور کارواں سرائے پہنچ گئے قافلہ وہاں تیار کھڑا تھا۔

اس قافلے میں کوئی ساٹھ اونٹ مسافروں اور سامان سے لدے ہوئے تھے قافلے نے پچھلے پہر ستاروں کی ٹھنڈی روشنی میں صحرا میں سفر کرنا شروع کر دیا یہ سفر دلدل کے صحراؤں اور ریگستانی ٹیلوں سے ہو

کر خاردار جھاڑیوں کے جنگلوں کا سفر تھا راستے میں جھیلیں بھی آئیں
جن پر مرغابیاں منڈلا رہی تھیں شکاریوں نے ڈنڈوں سے اور تیر
کمانوں سے ان مرغابیوں کا شکار کیا اور جھیل کے کنارے پڑاؤ ڈال
کر انہیں بھون بھون کر مزے سے کھایا اور سارا دن درختوں کی ٹھنڈی
چھاؤں میں آرام کیا۔
شام ہوتے ہی جب صحرا میں سے گرمی کی تپش غائب ہوگئی اور خنک
خوش گوار ہوا چلنے لگی تو قافلے نے پھر سے اپنا سفر شروع کر دیا اب وہ
درہ خیبر کی پہاڑیوں میں داخل ہوگئے تھے چاروں طرف بنجر اور خشک
اونچے نیچے پہاڑ کھڑے تھے ان کے بیچ میں سے ایک سڑک پنجاب
اور وارانا شی کے صوبوں کی طرف چلی گئی تھی وارانا شی میں زرتاش
ٹھگ کو رک جانا تھا اور اس سے دو روز کے سفر پر اجین شہر میں عنبر اور
ناگ کو جانا تھا۔

عیار کنیز

ماریا کی شادی کی تیاریاں زور شور سے ہو رہی تھیں۔
ادھر عنبر اور ناگ قافلے کے ساتھ سانپ کے مندروں کے شہر اجین کی طرف جا رہے تھے اور ادھر سندھ کے شہر دیبل میں دولت مند سوداگر کے محل میں ماریا کو شادی کے لئے تیار کرایا جا رہا ہے۔ جوں جوں شادی کا دن قریب آ رہا تھا ماریا پریشان ہوتی جا رہی تھی وہ ہرگز دولت مند بڈھے سوداگر سے شادی نہیں کرنا چاہتی تھی اس کی زندگی کی سب سے بڑی خواہش یہی تھی کہ وہ جس طرح سے بھی ہو سکے اپنے دونوں بھائیوں عنبر اور ناگ سے جا کر مل لے لیکن اسے نہ ناگ کی کچھ خبر تھی اور نہ عنبر کی اس کے لئے شادی کے قیمتی جوڑے تیار ہو رہے تھے ماریا

نے کسی بہانے سے کنیز کو اپنے کمرے میں بلا کر کہا۔

اچھی بہن! کیا تو اس وقت میری مدد کرے گی جب یہ لوگ مجھے برباد کر دیں گے پیاری بہن تم نے تو وعدہ کیا لیا تھا کہ مجھے سوداگر کی غلامی سے بچا لے گی کیا تو اپنا وعدہ پورا نہیں کروں گی۔؟

کنیز نے آہستہ سے کہا۔

ماریا بہن میں اپنا وعدہ نہیں بھولی۔ میں نے تم سے جو وعدہ کیا تھا اسے ضرور پورا کروں گی تم فکر نہ کرو میں نے پورا بندوبست کر لیا ہے صرف دو دن کی کسر ہے۔ جس شخص کے ساتھ تجھے یہاں سے خفیہ طور پر روانہ کرنا ہے وہ پرسوں یہاں میرے پاس پہنچ رہا ہے۔

ماریا نے کہا۔

کیا وہ آدمی بھروسے کے قابل ہے پیاری بہن!؟ کہیں وہ مجھ سے دھوکہ تو نہیں کر جائے گا۔

کنیز نے مسکرا کر کہا۔

ایسا کبھی نہیں ہو سکتا ماریا جو شخص تمہیں یہاں سے نکال کر لے جائے گا

وہ میرا چھوٹا بھائی ہے دریائے سندھ کے کنارے یہاں سے دور ایک

گاؤں میں اس کا اپنا مکان ہے اور وہ اپنے بچوں کے ساتھ وہاں کھیتی

باڑی کرتا ہے میں نے اسے سب کچھ سمجھا دیا ہے وہ تمہاری پوری

پوری مدد کرے گا۔

ماریا کو کچھ تسلی ہوئی اس نے کہا۔

کیا وہ پرسوں یہاں پہنچ جائے گا۔؟

ہاں.........اس کے ایک ملازم نے مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ پرسوں

یہاں پہنچ جائے گا وہ میرے ہاں نہیں ٹھہرے گا میں نے اسے اپنے

ہاں آنے سے منع کر دیا تھا وہ شہر سے باہر ایک پرانی اور گمنام سی

کارواں سرائے میں آ کر اترے گا میں یہاں سے خفیہ طور پر تمہیں

ساتھ لے کر وہاں پہنچ جاؤں گی اچھا اب میں جاتی ہوں تم پوری تیاری کر رکھو پرسوں رات کو یہاں سے ہمیں نکل جانا ہوگا۔

بہت بہتر پیاری بہن۔

کنیز چلی گئی تو ماریا کی جان میں جان آگئی اسے بے حد خوشی تھی کہ وہ اس ظالم بڈھے کھوسٹ سیٹھ سوداگر کے نیچے سے نکل رہی تھی جس نے اسے ہمیشہ کے لئے گھر میں قید کر رکھنے کی سازش کر رکھی تھی وہ بڑی بے تابی سے اس روز کا انتظار کرنے لگی جس روز کنیز کے بھائی نے شہر میں داخل ہونا تھا۔

آخر وہ شام آگئی۔

کنیز ماریا کے بالوں میں پھولوں کے ہار گوندھنے کے بہانے اس کے کمرے میں داخل ہوئی اس نے ماریا کو بتایا کہ اس کا بھائی پہنچ گیا ہے ماریا کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا اس کی نجات کا دن قریب آ گیا تھا

اسے آزادی ملنے والی تھی۔

جس گھڑی کا سے مدت سے انتظار تھا وہ آ گئی تھی۔

اس نے خوش ہو کر پوچھا۔

کیا تم سچ کہہ رہی ہو کنیز۔؟

کنیز نے ادھر اُدھر دیکھ کر کہا۔

مجھے تمہارے سامنے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے بھلا۔بس اب تم تیار رہنا آج رات سو مت جانا آدھی رات کو جب ہر طرف خاموشی ہو گئی اور اندھیرا چھا رہا ہو گا میں تمہیں بلانے آ جاؤں گی

.........ٹھیک ہے ناں۔؟

ہاں بالکل ٹھیک ہے ماریا نے خوش ہو کر کہا میں آج کی رات ہر گز نہیں سوؤں گی بلکہ اگر نیند آ بھی گئی تو ٹھنڈے پانی سے غسل کر لوں گی اور جاگتی رہ کر تمہاری راہ دیکھوں گی مگر تم ضرور پہنچ جانا میری اچھی بہن۔

میں آدھی رات کے بعد تمہارے کمرے میں ہوں گی اب میں جارہی ہوں خوامخواہ کسی کو شک پڑ گیا تو ہمارے سارے کیے کرائے پر پانی پھر جائے گا.........خدا حافظ.........آدھی رات کے بعد ملیں گے۔

کنیز چپکے سے باہر نکل گئی ماریا رات کو وہاں سے نکل بھاگنے کی تیاری کرنے لگی اور کنیز محل سے نکل کر اس سرائے کی طرف چل پڑی جہاں اس کا بھائی آ کر ٹھہرا ہوا تھا وہ ایک ویران اور اجاڑ سرائے تھی جو دریائے سندھ کے کنارے ایک غیر آبادی جگہ پر بستی سے دور واقع تھی ایک نظر دیکھنے سے یوں معلوم ہوتا تھا جیسے اس میں بھوت پریت کا بسیرا ہو معلوم ہی نہیں ہوتا تھا کہ یہاں کبھی کوئی مسافر ٹھہرا ہو سرائے کی جانب اونٹ درخت کے ساتھ بندھا ہوا تھا یہ کنیز کے بھائی کا اونٹ تھا اس نے اپنے بھائی کے اونٹ کو پہچان لیا اور سرائے کے اندر

چلی گئی۔

ایک بڈھے آدمی نے جو بیچ پر بیٹھا دلیے کا پیالہ سامنے رکھے اونگھ رہا تھا کنیز کو بتایا کہ اس کا بھائی اپنی تلوار کے میان کو صاف کر رہا تھا اس نے مسکرا کر اپنی بہن کی طرف دیکھا اور کہا۔

کیا میرا شکار تیار ہے۔

کنیز نے کہا۔

بالکل تیار ہے مگر تمہیں رات کو بڑی ہوشیاری کے ساتھ محل کے پچھواڑے آنا ہوگا نوکر چاروں طرف پہرہ دیا کرتے ہیں اگر کسی نے تمہیں دیکھ لیا تو مصیبت آجائے گی کیوں کہ وہ سب تمہیں پہچانتے ہیں اور انھیں معلوم ہے کہ تم میرے بھائی ہو تم دیکھ لیے گئے تو سوداگر سیٹھ مجھے جان سے مار دے گا۔

کنیز کے بھائی نے کہا۔

فکر نہ کر بہن میں منہ سر چھپا کر آؤں گا مجھے کوئی بھی نہیں پہچان سکے گا

تم ماریا کو تیار رکھنا۔

ماریا تیار ہو گی دوسری بات یہ ہے کہ اسے لے کر واپس سرائے میں

مت آنا یہیں سے سفر پر روانہ ہو جانا ماریا کو بستی والی پرانی حویلی میں

بند کر دینا۔

ایسا ہی ہو گا۔

کنیز نے پوچھا۔

کیا تم نے بغرال سے بات کر رکھی ہے۔

ہاں بغرال دس ہزار اشرفیوں میں ماریا کو خریدے گا اس میں سے پانچ

ہزار اشرفیاں تمہاری ہوں گی اور پانچ ہزاری میری ہوں گی کیوں

ٹھیک ہے ناں؟

بالکل ٹھیک ہے ویسے اگر تم مجھے ایک ہزار اشرفیاں سے زیادہ دے

دیتے تو زیادہ اچھا تھا۔

وہ کیوں۔؟

اس لئے کہ ماریا میں نے تمہیں لا کر دی ہے وہ ایک نوجوان عورت ہے فروخت کرنے کے لئے ایسی کنیزیں بہت کم ملا کرتی ہیں۔

کوئی بات نہیں میں تمہیں پانچ سو اشرفیاں زیادہ دے دوں گا۔

کہو! اب تو خوش ہو بہن؟

کنیز اب خوش ہو گئی بیٹھے بٹھائے اس نے ساڑھے پانچ ہزار سونے کی اشرفیاں کما لیں تھیں اتنی رقم تو وہ ساری عمر بھی سیٹھ کی خدمت کرتی رہتی تو نہ مل سکتی اس نے سوچ رکھا تھا کہ اشرفیاں مل گئیں تو وہ اس شہر کو چھوڑ کر کسی دوسرے شہر چلی جائے گی اور وہاں مزے سے اپنا مکان بنوا کر باقی زندگی گزارے گی اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ انسان برائی کر کے اچھی زندگی بسر نہیں کر سکتا گناہ کا بدلہ اسے ضرور ایک دن ملتا

ہے۔

سرائے سے نکل کر کنیز چپکے سے واپس سوداگر کے محل میں آ گئی آدھی رات سے کافی پہلے کنیز ماریا کے کمرے میں کھانا لے کر گئی تو اس نے ماریا کو بالکل تیار پایا اس نے سفر کے کپڑے پہن رکھے تھے اور پاؤں میں جوتے بھی تھے حالانکہ اس سے پہلے وہ صرف سینڈل میں گھوما پھرا کرتی تھی ماریا نے کنیز کی طرف مسکرا کر دیکھا اور پھر سرگوشی میں بولی۔

میں بالکل تیار ہوں بہن۔!

میں بھی تم سے یہی پوچھنے آئی تھی۔

میں اپنے ساتھ صرف چار کپڑوں کے علاوہ اور کچھ نہیں لے جا رہی یہ میرے کپڑے ہیں سوداگر کے سارے کپڑے زیور اور جواہرات میں یہیں چھوڑے جا رہی ہوں۔

بہت اچھا کر رہی ہو لیکن اگر تھوڑے بہت ہیرے جواہرات ساتھ بھی کر لو تو کوئی حرج نہیں آخر تم نے سوداگر کی بہت خدمت کی ہے کیا تمہارا اتنا بھی حق نہیں کہ تم تھوڑا بہت زیوار اور جواہرات ساتھ لے چلو ضرور تمہارا حق ضرور ہے اس لئے میری مانو اور یہ چیزیں اپنے ساتھ لے چلو۔

ماریا کا بالکل خیال نہیں تھا لیکن کنیز کے کہنے پر وہ راضی ہو گئی اس کی وجہ یہ تھی کہ کنیز چاہتی تھی کہ ماریا کے ساتھ اس کے پاس اور اس کے بھائی کے پاس۔ جس قدر بھی دولت ہاتھ آ جائے کم ہے بھلا ان دونوں بہن بھائیوں پر تو کوئی شک کر ہی نہیں سکتا پھر کیوں نہ اس موقع سے فائدہ اٹھائے یہ ایک بڑی ہی خوفناک سازش تھی۔ جس میں اس مکار کنیز نے ماریا کو پھنسا دیا تھا بے چاری ماریا یہی سمجھ رہی تھی کہ اس کے ساتھ بھلائی کی جا رہی ہے مگر اسے بالکل معلوم نہیں تھا کہ بھلائی

کے بھیس میں اس کی زندگی برباد کی جانے والی ہے۔

کنیز ماریا کو تیار رہنے کا کہہ کر چلی گئی۔

ماریا نے شمع گل کر دی کمرے میں اندھیرا چھا گیا وہ بستر پر آنکھیں کھول کر لیٹ گئی اور کنیز کے آنے کا انتظار کرنے لگی دوسری طرف کنیز چپکے سے اپنی کوٹھڑی سے نکلی اور ایک خفیہ دروازے سے نکل کر محل کے پیچھے آ کر چھپ کر کھڑی ہو گئی وہ اونچے نیچے ریگستانی ٹیلوں کی طرف دیکھ رہی تھی آسمان پر ستاروں سے ہلکی نیلی روشنی پھیلی ہوئی تھی اس روشنی میں اسے ایک اونٹ کا سایہ ابھرتا ہوا نظر آیا اس کا ڈاکو بھائی ماریا کو اغوا کرنے آ گیا تھا کنیز نے شمع جلا کر اوپر اٹھائی اور پھر نیچے کر کے اسے بجھا دیا گویا یہ اشارہ تھا کہ بے فکر ہو کر چلے آؤ ہر شے تیار ہے۔

ڈاکو بھائی اونٹ پر سوار ریت کے ٹیلوں پر سے ہوتا ہوا محل کے

پچھواڑے پہنچ گیا کنیز نے آگے بڑھ کر اسے کہا کہ وہ ٹیلے کے پیچھے اونٹ کے ساتھ چھپ کر بیٹھ جائے ڈاکو بھائی اونٹ کو لے کر ٹیلے کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا کنیز جلدی سے محل کے خفیہ دروازے میں سے گزر کر ویران ، نیم روشن برآمدوں میں سے دبے پاؤں ہوتی ہوئی ماریا کے کمرے میں پہنچ گئی ماریا تیار بیٹھی تھی کنیز نے سرگوشی میں کہا۔

کیا تم تیار ہو ماریا۔؟

ماریا نے بھی سرگوشی میں آہستہ سے کہا۔

ہاں بہن۔

پھر میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ خبردار تمہارے پاؤں کی چاپ سنائی نہ دے نہیں تو سارے کیے کرائے پر پانی پھر جائے گا۔

فکر نہ کرو بہن میں بڑی احتیاط سے چلوں گی۔

ماریا بستر پر سے اٹھی اس نے اپنے اردگرد چادر لپیٹی اور کنیز کے پیچھے

پیچھے چلتی ہوئی خواب گاہ سے نکل کر راہداری اور وہاں سے نکل کر برآمدے میں سے ہوتی ہوئی سیڑھیاں اتر کر محل کے خفیہ دروازے پر آ گئی دروازہ کھلا تھا مگر اس کے دونوں کیواڑ بند تھے کنیز نے آہستہ سے دروازہ کھول دیا اور اندھیرے میں ماریا کو باہر آنے کا اشارہ کیا ماریا کنیز کے ساتھ باہر آ گئی کنیز اسے ساتھ لے کر ریت کے اس ٹیلے کے پاس آ کر رک گئی جہاں اس کا ڈاکو بھائی چھپ کر بیٹھا ہوا تھا۔ یہاں ایک لمحے کے لئے ماریا کا دل زور زور سے دھڑ کا اسے خیال ہوا کہ کہیں اس کے ساتھ ایک بار پھر دھوکہ تو نہیں کیا جا رہا ہے اس نے یہ بات کنیز سے نہیں کہی کیونکہ ماریا کو کبھی خواب میں بھی یہ خیال نہیں آ سکتا تھا کہ وہ کنیز اس کے ساتھ دھوکہ کرے گی جس نے اسے اپنی بہن کہا تھا مگر اس بے چاری غم کی ماری بھولی بھالی لڑکی کو کیا معلوم تھا کہ یہ دنیا بھیڑیوں اور لومڑیوں سے بھری پڑی ہے وہ بڑی سادگی

سے کنیز کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی جو وہ کہہ رہی تھی وہی کر رہی تھی۔

کنیز نے ٹیلے کے پاس کھڑی ہو کر آہستہ سے کہا۔

بھائی۔

اس آواز پر ٹیلے کے پیچھے سے اس کا بھائی نمودار ہوا۔ اس نے منہ پر کپڑا لپیٹ رکھا تھا اسے دیکھ کر بے چاری ماریا تو ڈر گئی اسے تو وہ کوئی ڈاکو لگا کنیز بھی ماریا کے ڈر کو بھانپ گئی اس نے ماریا کے سر پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔

ماریا بہن یہ میرا ہی نہیں تمہارا بھی بھائی ہے گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے یہ تمہاری اسی طرح حفاظت کرے گا جس طرح ایک بھائی بہن کی حفاظت کرتا ہے۔

حالانکہ وہ سراسر جھوٹ بول رہی تھی لیکن بے چاری ماریا کو کیا خبر ہو سکتی تھی کہ اس کے ساتھ ظلم کیا جا رہا ہے اس کو کنیز کی باتوں پر اسی

طرح یقین آ گیا جس طرح اس نے پہلے دن یقین کر لیا تھا ڈاکو بھائی نے کہا۔

ماریا! میری بہن تمہیں ٹھیک کہہ رہی ہے میرے پاس رہ کر تم ظالم سوداگر سے بچی رہو گی میں نے صرف تم سے ہمدردی ہونے کی وجہ سے اتنا تکلیف دہ سفر کیا ہے ورنہ مجھے کیا ضرورت تھی کہ اتنی دور سے صرف تمہاری خاطر آتا۔

ماریا ڈاکو کی چکنی چپڑی باتوں سے بڑی متاثر ہوئی اس نے کہا۔

بھائی میں تمہاری بھی شکر گزار ہوں کہ تم نے میرے لئے اتنی تکلیف کی اور سفر کرتے ہوئے آدھی رات کو یہاں آئے۔

ڈاکو نے کہا۔

کوئی بات نہیں ماریا، یہ تو میرا فرض تھا۔

کنیز نے جھٹ سے کہا۔

کالا طوفان

میرا خیال ہے کہ یہ وقت باتوں میں ضائع کرنے کا نہیں تم لوگوں کو جلد سے جلد یہاں سے نکل جانا چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی نوکر مجھے یا میرے بھائی کو دیکھ لے اور ہم مصیبت میں پھنس جائیں۔

ہاں ماریا! چلو آؤ یہاں سے نکل چلتے ہیں۔

ماریا نے کنیز کو گلے سے لگا لیا اور رونے لگی کنیز نے اسے جھوٹ موٹ کا دلاسہ دیا اسے اونٹ پر پیچھے بٹھایا آگے ڈاکو بھائی بیٹھ گیا اونٹ اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا ڈاکو نے اونٹ کی باگ کھینچی اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا ریت کے ٹیلوں کے پیچھے گم ہو گیا کنیز تھوڑی دیر تک وہاں کھڑی دونوں کو صبح کی ہلکی ہلکی نیلی روشنی میں غائب ہوتے دیکھتی رہی پھر وہ بھی واپس آ گئی اور عقبی دروازے سے نکل کر اپنے کمرے میں آ گئی کمرے میں آتے ہی اس نے اطمینان کا سانس لیا وہ اپنی سازش میں کامیاب ہو گئی تھی۔

خوف ناک چہرہ

زرتاش ٹھگ عنبر اور ناگ قافلے کے ساتھ سفر پر چلے جا رہے تھے۔ اس زمانے کے پنجاب کے زرخیز میدانوں اور دریاؤں میں سے گزر کر وہ دریائے جمنا کے کنارے پہنچ گئے تھے یہاں دریا کے ایک کنارے قافلے نے پڑاؤ ڈال لیا رات ہو گئی تھی اور قافلے کے سردار کا خیال تھا کہ صبح کے وقت دریا عبور کیا جائے کیونکہ اس علاقے میں ٹھگوں کی بڑی بھرمار تھی وہ راتوں کو قافلے لوٹ لیا کرتے تھے ویسے بھی ان میدانوں میں صحراؤں والی گرمی نہیں تھی اور دن کو دھوپ میں بڑی آسانی سے سفر کیا جا سکتا تھا کسی کو یہ معلوم نہیں تھا کہ اس علاقے کے ٹھگوں کا سردار زرتاش اسی قافلے میں سفر کر رہا ہے۔

شام کو کھانا کھانے کے بعد زرتاش کسی سے ملنے کا بہانہ بنا کر قافلے سے چلا گیا عنبر اور ناگ نے اس پر شک نہ کیا کیونکہ دریا پار وارانا شی کی بستی آباد تھی اور یہ سارا علاقہ زرتاش ٹھگ کے دوستوں اور جاننے والوں کا تھا زرتاش ٹھگ گھوڑے پر سوار ہو کر قافلے کے پڑاؤں سے شمال مشرق کی طرف دریا کے کنارے چلتا چلا گیا کافی دور آگے جا کر دریا کے کنارے جنگل شروع ہو گیا تھا زرتاش اس جنگل میں داخل ہو گیا گھوڑے کو ایک جگہ باندھ کر اس نے الو کی بولی بولی دوسری طرف ایک پہاڑی ٹیلے کی جانب سے اس کے جواب میں الو کی آواز سنائی دی زرتاش ٹیلے کی طرف بڑھنے لگا جب وہ ٹیلے کے دامن میں پہنچا تھا تو وہاں ایک ویران محل کے کھنڈر تھے اس کھنڈر کے باہر اسے ایک ٹھگ اکڑوں بیٹھا نظر آیا زرتاش نے قریب جا کر کہا۔

طفیل آ گیا ہے۔؟

یہ ہندوستان کے ٹھگوں کا خفیہ فقرہ تھا جس سے وہ ایک دوسرے کو

پہچانتے تھے اس آدمی نے سر اٹھا کر کہا۔

طفیل اندر بیٹھا ہے۔

زرتاش کھنڈر کے اندر داخل ہو گیا کھنڈر کی سیڑھیاں ٹوٹی ہوئی تھیں

سیڑھیاں اترنے کے بعد وہ ایک بڑے کمرے میں آ گیا جہاں بہت

سے ٹھگ سفید پگڑیاں پہنے چٹائیوں پر نیم اندھیرے میں بیٹھے تھے

انہوں نے زرتاش کو دیکھا تو سب کے سب اٹھ کھڑے ہوئے

زرتاش نے ہاتھ کے اشارے سے کہا۔

بیٹھ جاؤ اور میری بات غور سے سنو۔

پھر اس نے بتایا کہ ملک شام سے ایک قافلہ ابھی جمنا کے

کنارے آ کر رکا ہے اس قافلے میں کچھ امیر سوداگر سفر کر رہے ہیں

جن کے پاس بڑے قیمتی ہیرے جواہرات ہیں ایک ٹھگ نے کہا۔

وہ یہاں سے کتنے فاصلے پر ہیں۔

زرتاش نے کہا۔

یہاں سے تھوڑی ہی دور اوپر کی طرف دریا کے کنارے ان کا ڈیرا لگا ہے میں چاہتا ہوں کہ آج رات کو کسی وقت ان میں سے امیر سوداگروں کا خاتمہ کر دیا جائے اور ان کے سارے ہیرے جواہرات کو لوٹ لیا جائے۔

ٹھگوں نے ایک زبان ہو کر کہا۔

ہم تیار ہیں سردار۔ آپ حکم کریں مگر یہ بتاؤ کہ ہمیں کیسے معلوم ہوگا کہ ان میں سے کون سوداگر ہیں۔؟

اس کی نشانی یہ ہوگی کہ میں جاتے ہی کسی طرح چھپ کر قافلے کے امیر سوداگروں کے سرہانے سرخ نشان لگا دوں گا۔

ٹھیک ہے سردار ہم صبح ہونے سے پہلے پہلے وہاں پہنچ جائیں گے۔

ٹھیک ہے اب میں جاتا ہوں کہیں ان لوگوں کو مجھ پر شک نہ پڑ جائے

اس لئے صبح ہونے سے پہلے پہلے وہاں پہنچ جانا چاہتا ہوں۔

یہ کہہ کر زرتاش ٹھگ گھوڑے پر سوار ہو کر اسے سرپٹ دوڑاتا ہوا

واپس قافلے میں آ گیا عنبر اور ناگ سو رہے تھے زرتاش ٹھگ نے

ایک ٹکڑا سرخ ریشم کا لیا۔اس کے کئی ٹکڑے کئے اور انھیں جھنڈی بنا

کر ہر امیر سوداگر کے سرہانے گاڑ دیئے اس کام سے فارغ ہو کر وہ

چپکے سے عنبر اور ناگ کے قریب آ کر زمین پر لیٹ گیا اگرچہ وہ دن بھر

کا تھکا ہوا تھا مگر اسے نیند بالکل نہیں آ رہی تھی آدھی رات گزر گئی تھی۔

اچانک زرتاش کی چھٹی حس نے اسے بتایا کہ اس کے ٹھگ قافلے میں

پہنچ گئے ہیں اس نے لیٹے لیٹے سر اٹھا کر دیکھا اندھیرے میں اسے

کچھ سائے حرکت کرتے نظر آئے زرتاش ٹھگ نے سر دوبارا سر

ہانے پر رکھ دیا اور آنکھیں بند کر لیں۔

کالا طوفان

ٹھگ بڑی ہوشیاری کے ساتھ دبے پاؤں وہاں آئے تھے انھوں نے

چھ سات سونے والوں کے سرہانے سرخ رنگ کا نشان دیکھا ایک

ایک کرکے انھوں نے ساتوں کے ساتوں مسافر آپس میں بانٹ لیے

پہلا ٹھگ پہلے سوداگر کی طرف اور دوسرا ٹھگ دوسرے مسافر کی

طرف بڑھا امیر سوداگر موٹی موٹی توندوں پر ہاتھ رکھے گہری نیند سو

رہے تھے سوتے میں کسی کو ہلاک کردینا تو ان ٹھگوں کے بائیں ہاتھ کا

کھیل تھا انھوں نے قریب جاکر بڑی ہوشیاری اور تیزی کے ساتھ ہر

مسافر کے گلے میں رومال کا پھندا ڈالا اور اس سے پہلے کہ مسافر

جاگ کر شور مچا سکے اسے گلے کا پھندا کس کر ہلاک کردیا۔

پھر انہوں نے بڑی خاموشی سے تمام سوداگروں کے سامان کی تلاشی

لی اور سونا وغیرہ نکال کر وہاں سے فرار ہوگئے کسی کو کانوں کان خبر نہ

ہوئی کہ ٹھگ سات آدمیوں کو ہلاک کرکے ان کا قیمتی سامان لوٹ کر

وہاں سے فرار ہو چکے ہیں۔

دن چڑھا تو قافلے کے پڑاؤ میں سات آدمیوں کی اکٹھی لاشیں دیکھ کر لوگوں میں کہرام مچ گیا کسی کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ یہ ماجرا کیا ہے اکٹھے سات آدمی ہلاک کر کے ان کا قیمتی سامان لوٹ لیا گیا تھا قافلے کے سردار نے لاشوں کا معائنہ کیا تو اسے معلوم ہوا کہ سب کو گلا گھونٹ کر ہلاک کیا گیا ہے۔

اس پر عنبر نے چونک کر ناگ کی طرف دیکھا اور کہا ناگ یہ کام بنارسی ٹھگوں کا ہے شہر بنارس اور ارد گرد کا بہت وسیع علاقہ ان ٹھگوں سے بھرا ہوا ہے ناگ بولا۔

تو کیا یہاں کی حکومت ان ٹھگوں کو گرفتار نہیں کر سکتی زرتاش ٹھگ نے مسکرا کر کہا۔

اجی غریبوں کو کون پوچھتا ہے یہاں کی حکومتیں تو ریاستوں کی حکومتیں

ہیں کسی کو کیا پڑی ہے کہ ان خونخوار وحشی ٹھگوں سے مقابلہ کریں یہ ٹھگ تو یہاں کے چپے چپے میں پھیلے ہوئے ہیں۔

قافلہ سردار نے ساتوں لاشوں کو وہیں دریا کی لاشوں کے سپرد کر دیا قافلے کے باقی لوگ خدا کا شکر ادا کرنے لگے کہ وہ بچ گئے تھے اب دن نکل آیا تھا اور مسافروں نے رسیوں کے ایک مضبوط پل کے سہارے دریا عبور کرنا شروع کیا دریا پار پہنچ کر زرتاش ٹھگ نے عنبر اور ناگ سے کہا۔

اچھا دوستو! میں تو اب تم سے جدا ہو جاؤں گا کیوں کہ ریاست وارا ناشی کی سرحد یہاں سے شروع ہو جاتی ہے تم لوگوں کے ساتھ بڑا اچھا سفر کٹا اگر زندگی رہی تو پھر ضرور ملیں گے عنبر نے کہا۔

ہم اجین جا رہے ہیں اگر کبھی تمہارا وہاں آنا ہو تو ضرور آنا۔

زرتاش ٹھگ بولا۔

میں کوشش کروں گا۔

قافلہ شہر اجین کی طرف روانہ ہو گیا اور زرتاش ٹھگ وارا ناشی کی طرف چل دیا جب قافلہ اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تو اس نے گھوڑے کی باگ موڑی اور دریا کنارے سفر کرتا ہوا ایک جگہ سے دریا پار کر کے جنگل میں آ گیا یہاں اسی پرانے محل کے پاس آ کر وہ کھنڈر میں داخل ہوا سارے ٹھگ مالِ غنیمت لیے اس کا انتظار کر رہے تھے

زرتاش نے جاتے ہی سونے کی اشرفیوں اور ہیرے جواہرات سے بھرے ہوئے تھیلے کا منہ کھولا اور دولت سامنے دیکھ کر اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی اس نے تھوڑی سی دولت ٹھگوں میں تقسیم کیں اور باقی اپنے جھولے میں رکھ لیں اور ٹھگوں کی طرف دیکھ کر بولا۔

تم لوگوں نے یہ ڈاکہ بڑی کامیابی سے ڈالا کالی ماتا کی کرپا سے ہم نے اس دفعہ خوب ہاتھ رنگے ہیں میں اپنا حصہ بھی تمہارے سپرد کر

کے ریاست وارا ناشی کے راجہ کے پاس جا رہا ہوں گووند تم میرے بعد سردار ہو میں بہت جلد واپس آنے کی کوشش کروں گا۔

گووند ٹھگ نے اٹھ کر کہا۔

سردار میں آپ کے بعد ہر بات کا پورا پورا خیال رکھوں گا۔

زرتاش ٹھگ جنگل میں سے نکل کر وارا ناشی کی طرف روانہ ہو گیا۔

اب ذرا اس طرف مظلوم ماریا کی بھی خبر لیں کہ اس بے چاری کے ساتھ کیا گزری کنیز اسے اپنے ڈاکو بھائی کے حوالے کر کے وہاں سے واپس چلی گئی دوسرے روز سیٹھ کی حویلی میں شور مچ گیا کہ ماریا بھاگ گئی ہے اسے ہر طرف تلاش کرنے کی کوشش کی گئی مگر وہ کہیں نہ ملی سیٹھ تھک ہار کر خاموش ہو کر بیٹھ گیا اسے کنیز پر کبھی شک نہیں ہو سکتا تھا۔

ماریا دوسرے روز شام کو دریا کنارے والے پراسرار مکان میں پہنچ گئی

ڈاکو نے اسے ایک کوٹھڑی میں بستر پر بٹھا دیا اور کہا کہ وہ آرام کرے اور اس گھر کو اپنا ہی گھر سمجھے ماریا نے پوچھا کہ وہاں اور کوئی عورت نہیں ہے ڈاکو نے مسکرا کر کہا کہ وہاں وہ اکیلی رہے گی۔

ویسے میں تمہارے لیے ایک نوکرانی کا انتظام کردوں گا اگلے روز ایک بوڑھی نوکرانی وہاں ماریا کی خدمت کے لئے آن موجود ہوئی ماریا کو نوکرانی کے حوالے کر کے ڈاکو خود دریا پار کی بستی میں بردہ فروش بغرال کو خبر کرنے چلا گیا تھا کہ اس کا مال یعنی کنیز ماریا پہنچ گئی ہے بغرال جہاں رہتا تھا وہ جگہ ایک رات اور ایک دن کے سفر پر تھی ڈاکو اونٹنی پر سوار ہو کر بغرال کے گاؤں کی طرف بڑی تیزی سے چلا جا رہا تھا۔

ماریا کو یونہی کچھ شک سا ہونے لگا کہ اس کے ساتھ دھوکہ کیا گیا ہے مگر اس کے پاس کوئی ثبوت نہیں تھا اس نے بوڑھی نوکرانی کو کریدنے کی

کوشش کی لیکن نوکرانی ایسی پکی تھی کہ کیا مجال جو زبان سے ایک لفظ بھی ادا کرے ماریا خاموش ہو کر بیٹھ گئی تین روز اسی طرح گزر گئے اس شام کو ڈاکو وہاں آن موجود ہوا اس کے ساتھ بغرال بھی تھا۔

ماریا نے بغرال کو دیکھا تو ڈر گئی اس کا حلیہ ہی ایسا تھا کالا کلوٹا بھدا جسم طوطے ایسی ناک اور لال لال آنکھیں ڈاکو نے کہا۔

گھبراؤ نہیں ماریا۔ یہ ہمارا بڑا بھائی ہے اور تمہیں اپنے ساتھ لینے آیا ہے۔

ماریا نے پوچھا۔

یہ مجھے کہاں لے جائے گا۔

ڈاکو نے کہا۔

اپنے گھر۔

ماریا نے پوچھا۔

مگر کیوں؟ میں یہاں بھی رہ سکتی ہوں۔

ڈاکو نے کہا۔

تم یہاں محفوظ نہیں ہو بغرال کے گاؤں میں تم بڑی محفوظ ہو گی اور

تمہیں کوئی کچھ نہ کہہ سکے گا۔

بغرال نے کہا۔

ہاں ماریا۔ میرے گھر میں تم بہت خوش رہو گی میں اور میرے نوکر چاکر

ہر وقت تمہاری خدمت کریں گے۔

ماریا خاموش ہو گئی وہ کچھ کچھ سمجھ گئی تھی کہ اس کے ساتھ بڑا زبردست

دھوکا ہوا ہے اور کنیز کے بھائی نے اسے ایک سیاہ فام آدمی کے ہاتھ

بیچ دیا ہے لیکن وہ خاموش رہی اس لئے کہ وہاں شور مچانا بے کار تھا

شور مچانے سے الٹا اسے مارا پیٹا جاتا خاموش رہ کر وہ بڑے سکون کے

ساتھ وہاں سے فرار ہونے کے بارے میں سوچ سکتی تھی۔

کالا طوفان

رات کو اس نے بغرال اور ڈاکو کو باتیں کرتے سنا بغرال کہہ رہا تھا۔

مال مجھے پسند ہے۔

ڈاکو نے کہا۔

تو پھر اپنا مال سنبھالیں اور مجھے اس کی قیمت ادا کر دیں۔

بغرال نے کہا۔

ابھی دیتا ہوں۔

ماریا لرز گئی اسے ثبوت مل گیا تھا کنوئیں سے نکل کر دریا میں گر گئی تھی اب بغرال اس کا مالک تھا اسے بغرال کے ہاتھ بیچ دیا گیا تھا مگر اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ ہر ممکن طریقے سے وہاں سے بھاگنے کی کوشش کرے گی بغرال ڈاکو کو سونے کی اشرفیاں گن کر دے رہا تھا ماریا کی جی چاہا کہ کہیں سے وہ مکار کنیز اسے مل جائے تو وہ اس کی ہڈیاں چبا ڈالے مگر اب تیر کمان سے نکل چکا تھا اور کمان سے نکلا ہوا تیر کبھی

واپس نہیں آیا کرتا۔ بغرال دس ہزار اشرفیاں گن کر ڈاکو کے حوالے کر دیں اور کہا میں ابھی اور اسی وقت ماریا کو ساتھ لے جانا چاہتا ہوں۔

ڈاکو نے کہا۔

اب میں کیسے روک سکتا ہوں تم نے قیمت ادا کر دی ہے مال تمہارا ہو گیا ہے تم چاہتے جس وقت لے جاؤ میری طرف سے اجازت ہے۔

بغرال اٹھ کر ماریا کی کوٹھڑی میں آیا اور بولا۔

ماریا میری بات غور سے سنو۔

ماریا نے چیخ کر کہا۔

تم مجھے یہی بتانے آئے ہو کہ تم نے مجھے دس ہزار اشرفیوں میں خریدا ہے مگر یاد رکھو کہ میں تمہارے ساتھ کبھی نہیں جاؤں گی کبھی نہیں جاؤں گی۔

بغرال نے چیخ کر کہا۔

تمہیں جانا پڑے گا۔

ہرگز نہیں۔

بغراں کو سخت غصہ آ گیا اس نے آگے بڑھ کر ماریا کے سر پر اس زور سے مکا مارا کہ وہ لڑکھڑا کر گری اور گرتے ہی بے ہوش ہوگئی بغراں خان نے نوکروں کو آواز دے کر کہا کہ ماریا کو اونٹ کے کجاوے میں لاد کر بستی کی طرف کوچ بول دیا جائے اس کے حکم کے مطابق نوکروں نے بے ہوش ماریا کو زمین پر سے اٹھایا اور اونٹ کے کجاوے میں رسیوں سے باندھ کر پردہ چھوڑ دیا گیا۔

بغراں خان خود ایک اونٹ پر سوار ہوا اور ماریا کو ساتھ لے کر اپنے گاؤں کی طرف روانہ ہو گیا دریا پار کر کے وہ شام تک سفر کرتا رہا رات کو اس نے ماریا کو کھانے کے لئے ابلے ہوئے گوشت کے ٹکڑے دیئے جسے اس نے کھا لیا کیوں کہ وہ بھوک سے نڈھال ہو رہی تھی

ماریا نے دل ہی دل میں فیصلہ کرلیا کہ وہ بغرال کو بے وقوف بنا کر ہی وہاں سے راہ فرار اختیار کر سکتی ہے اس خیال کے بعد ماریا نے بغرال خان کے ساتھ اچھا سلوک شروع کر دیا سارا راستہ وہ اس سے ہنس ہنس کر باتیں کرتی آئی اس نے یہ ظاہر کیا کہ وہ بے یارو مددگار تھی او راب اس زندگی پر ہی خوش ہے کیونکہ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے بغرال بڑا خوش ہوا کہ اس کی محنت ضائع نہیں گئی۔

طوفانی لہریں

بغرال ماریا کو ساتھ لے کر بہت دور نکل آیا تھا۔
اس کی بستی گھنے جنگل کے پاس دریا کنارے تھی دریا کنارے پہنچ کر انھیں رات ہوگئی بغرال نے ماریا سے کہا میرا خیال ہے ہمیں رات کو یہاں آرام کرنا چاہیے ہم صبح کے وقت دریا عبور کریں گے تمہارا کیا خیال ہے۔؟
ماریا کے دماغ میں اچانک رات کو وہاں سے بھاگ جانے کا خیال آیا اس نے کہا۔
آپ کا خیال بالکل ٹھیک ہے آقا۔ ہم رات کو یہاں آرام کرتے ہیں ویسے بھی دریا چڑھا ہوا ہے دن کی روشنی میں ہم بڑی آسانی سے دریا

پار کر لیں گے رات کو خطرہ ہے کہ کہیں طوفانی لہریں بہا کر نہ لے جائیں۔

بغرال نے ہنس کر کہا۔

تم بڑی بھولی بھالی ہو بھلا بغرال بھی کبھی طوفانی لہروں سے ڈرا ہے میں نے تو بڑے بڑے طوفانی سمندروں میں چھلانگیں لگائی ہیں بہر حال اگر تمہاری بھی مرضی یہی ہے تو ہم رات یہاں پڑاؤ کرتے ہیں۔

دریا کنارے پڑاؤ ڈال دیا گیا ماریا نے لکڑی جمع کر کے آگ جلائی اور شکار کیے ہوئے ہرن کا گوشت پکانے میں مصروف ہو گئی بغرال خان اپنے ساتھیوں کے پاس بیٹھ کر باتیں کرنے لگا جب کھانا پک کر تیار ہو گیا تو ماریا نے انھیں بلا لیا وہ سارے ایک جگہ بیٹھ کر کھانا کھانے لگے کھانے سے فارغ ہوتے ہی وہ سب لوگ زمین پر ہی

بستر بچھا کر سو گئے ماریا بھی ذرا پاس ہی اونٹنی کے پہلو میں بستر بچھا کر لیٹ گئی بغرال خان نے اس کے پاس آ کر پوچھا۔

کوئی تکلیف تو نہیں ہے ناں؟ کسی شے کی ضرورت ہو تو لے لینا۔

ماریا نے جھوٹ موٹ مسکرا کر کہا

اچھے آقا! تمہارے ہوتے ہوئے مجھے کسی شے کی ضرورت نہیں ہو سکتی میں بہت خوش ہوں مجھے کسی شے کی ضرورت نہیں ہے۔

بغرال مسکراتا ہوا واپس اپنے ساتھیوں کے پاس چلا گیا کچھ دیر تک وہ بیٹھے باتیں کرتے رہے اور الاؤ میں آگ جلتی رہی اونٹ بھی جگالی کرتے رہے پھر انھیں نیند آ گئی اور وہ سب سو گئے مگر ماریا جاگ رہی تھی اسے نیند نہیں آ رہی تھی آج رات اس نے وہاں سے بھاگ جانے کی سازش تیار کر رکھی تھی اس سازش میں وہ بالکل اکیلی تھی کوئی اس کا شریک اور دوست اور غم خوار نہیں تھا اس نے دریا میں چھلانگ

لگا کر پار کرنے کا فیصلہ کر رکھا تھا۔

اسے تیرنا نہیں آتا تھا اس کے لئے ماریا نے لکڑیاں چننے کے بہانے ٹوٹے ہوئے درخت کا ایک تنا دریا کنارے دیکھ لیا تھا اس کا منصوبہ یہ تھا کہ وہ آدھی رات کو جب کہ سب لوگ گہری نیند میں ہوں گے وہ دریا کنارے جا کر اپنے آپ کو درخت کے تنے کے ساتھ رسی سے باندھ لے گی اور پھر اسے دریا کی لہروں میں دھکیل دے گی اور دریا پار کر لے گی۔

جب رات گہری ہو گئی اور اسے ڈاکوؤں کے خراٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں تو ماریا چپکے سے اٹھ کر بیٹھ گئی اس نے چاروں طرف نظر دوڑائی سارے لوگ بے فکر ہو کر سو رہے تھے بغرال بھی گہری نیند میں کھویا ہوا تھا۔ ماریا نے اونٹ کی گردن میں سے رسی کھول کر ہاتھ میں پکڑی اور گھٹنے کے بل چلتی ہوئی دریا کی طرف رینگنے لگی۔ دریا زیادہ

دور نہیں تھا وہ بہت جلد وہاں پہنچ گئی درخت کا تنا دریا کنارے پڑا تھا ماریا نے رسی لے کر اسے درخت کے تنے کے ساتھ باندھا پھر اس کا دوسرا سرا اپنی کمر کے گرد باندھ کر لپیٹ لیا اب وہ درخت کے تنے کے ساتھ لپٹی ہوئی تھی۔

اس نے زور لگا کر درخت کے تنے کو دریا میں گرا دیا اور اس کے ساتھ ہی خود بھی دریا کی لہروں میں اتر گئی اس نے دریا کے ٹھنڈے پانی میں اترتے ہی درخت کے تنے کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور اس کے اوپر سوار ہو گئی اب وہ لکڑی کے ایسے گھوڑے پر سوار تھی جو اسے دریا کی لہروں کے اوپر ابھرتا ڈوبتا آگے کی طرف لے جا رہا تھا دریا چڑھا ہوا تھا اور لہروں میں بڑا زور تھا اس نے ہاتھ کے چپو چلا کر درخت کا رخ دوسرے کنارے کی طرف موڑنا شروع کر دیا۔

لیکن اسے محسوس ہوا کہ دریا کا دھارا تیز ہو رہا ہے اور اس کا نازک

ہاتھ پانی کو اچھی طرح پیچھے نہیں دھکیل رہا۔ دراصل اس وقت دریا میں سیلاب آ رہا تھا اوپر پہاڑوں پر سے پانی کا زبردست ریلا دریا میں گرنا شروع ہو گیا تھا اور دریا کی لہریں طوفان کی شکل اختیار کر رہی تھیں۔

بے چاری ماریا اس سے بے خبر دریا کی موجوں پر بہی چلی جا رہی تھی اب لہروں نے اسے ادھر اُدھر اچھالنا شروع کر دیا تھا وہ درخت سے لپٹ گئی پانی درخت سے ٹکرا کر اچھلتا اور درخت کو بہا کر دوسری طرف لے جاتا پانی کا بہاؤ بڑا تیز ہو گیا ماریا کا دل ڈوبنے لگا اس نے ہمت کر کے درخت کو دوسرے کنارے لے جانے کی کوشش کی تو درخت کا تنا پانی کے ایک بے حد تیز دھارے پر آ گیا یہاں سے درخت طوفانی رفتار کے ساتھ آگے کی طرف بڑھنے لگا پھر اچانک ایک بھنور میں پھنس کر رہ گیا اور وہیں چکر کھانے لگا۔

کالا طوفان

ماریا گھبرا گئی وہ درخت کے ساتھ چکر کھا رہی تھی اس کا سر چکرانے لگا وہ سہم گئی اسے اپنی موت سامنے کھڑی نظر آنے لگی تھی اس نے آنکھیں بند کرلیں اور موت کا انتظار کرنے لگی اسے یقین تھا کہ اب اسے اس طوفانی لہر سے کوئی نہیں بچا سکتا اس کا درخت پوری طرح موت کے بھنور میں پھنس چکا تھا پھر ایک عجیب اتفاق ہوا پیچھے سے ایک پانی کا زبردست ریلا آیا اور درخت کو بھنور میں سے نکال کر باہر لے گیا۔

ماریا نے محسوس کیا کہ وہ چکر نہیں کھا رہی۔

اس نے آنکھیں کھولیں تو ستاروں کی نیلی نیلی روشنی میں وہ دریا میں وہ دریا کے چوڑے پاٹ کی طرف بہی جا رہی تھی دریا یہاں سے چوڑا ہو گیا تھا کنارے دور دور دکھائی دے رہے تھے ماریا نے خدا سے دعا کی کہ وہ اسے اس مصیبت سے نجات دلائے خوف سے اس کا دل ڈوب رہا تھا اس کا درخت آہستہ آہستہ دریا کے دوسرے کنارے کی

طرف ہو رہا تھا ماریا نے ہمت کر کے ہاتھ سے چپو چلانے شروع کر دیئے ان چپوؤں کے زور سے تیرتے ہوئے درخت کا رخ ذرا اور کنارے کی طرف ہو گیا۔

جس وقت دریا پر سورج کی پہلی کرن چمکی تو ماریا درخت کے تنے کے ساتھ چمٹی دریا کے پرلے کنارے پر پہنچ چکی تھی کنارے پر آتے ہی اس نے اپنی کمر کے گرد باندھی ہوئی رسی کھولی اور اسے درخت کے ساتھ ہی دریا میں پھینک دیا سیلاب کی تیز لہریں درخت کو بہاتی ہوئی نظروں سے دور لے گئیں ماریا دریا کے کنارے پر اکیلی کھڑی تھی اس کے کپڑے گیلے ہو گئے تھے اس نے اپنے کپڑے نچوڑے اور سوچنے لگی کہ کس طرف کو جائے۔

اس کے سامنے دریا کنارے جنگل دور تک پھیلا ہوا تھا یہ ایک گھنا جنگل تھا جو جنگلی درندوں سے بھرا ہوا تھا ماریا کے سامنے بھی موت تھی

اور پیچھے بھی موت تھی اس نے سوچا ایک ظالم ڈاکو کی قید میں سسک

سسک کر مرنے سے کہیں بہتر ہے کہ وہ ایک دم کسی شیر کا نوالہ بن

جائے۔

اس نے خدا کا نام لیا اور گھنے جنگل میں داخل ہوگئی۔

دوسری طرف جب بغرال خان کے آدمی سو کر اٹھے تو انھوں نے

بھاگ بھاگ کر لوگوں کو جگایا اور سامان باندھنا شروع کر دیا بغرال

خان لپک کر اونٹنی کے پاس آیا جس کی اوٹ میں ماریا سو رہی تھی یہ

دیکھ کر وہ دھک سے رہ گیا کہ ماریا وہاں نہیں تھی اس نے سوچا شاید وہ

دریا کنارے منہ ہاتھ دھونے گئی ہے مگر دریا چڑھا ہوا تھا ادھر

ماریا کہیں نہیں تھی سارے لوگ ماریا کو تلاش کرنے لگے لیکن ماریا تو

ایسی گم ہوگئی تھی کہ اس کا کوئی سراغ نہ مل سکا پاؤں کے نشان سیلاب

نے مٹا دیے تھے

کالا طوفان

بغرال کا غصہ عروج پر تھا اس نے ماریا کی قیمت نقد دس ہزار اشرفیاں ادا کی تھی وہ یہ کس طرح گوارا کر سکتا تھا کہ ماریا بھاگ کر چلی جائے یہ اسے یقین ہو گیا تھا کہ ماریا فرار ہو گئی ہے مگر کہاں؟ کیا اس نے دریا میں چھلانگ لگا دی تھی؟ کیوں کہ اور تو بھاگنے کا کوئی راستہ ہی نہیں تھا اور اگر اس نے دریا میں چھلانگ لگا دی تھی تو ضرور لہروں کی نذر ہو گئی ہو گی کیونکہ ایسے طوفانی سیلاب میں ایک بھولی بھالی لڑکی جسے تیرنا بھی نہ آتا تھا کیسے زندہ رہ سکتی تھی بغرال خان دریا کی طرف آ گیا

دریا کنارے ٹہلنے لگا۔

اچانک وہ رک گیا دریا کنارے سے کانوں کی ایک سنہری بالی ریت پر پڑی ہوئی دکھائی دی اس نے بالی اٹھا کر دیکھی تو اسے معلوم ہوا کہ وہ ماریا کے کان کی بالی تھی۔

تو وہ دریا میں کود کر بھاگ گئی ہے۔

اس نے سوچا پھر اس نے دریا کے چوڑے پاٹ کی طرف دیکھا جہاں طوفانی لہریں ایک دوسرے کے پیچھے بھاگی جارہی تھیں اس کے چہرے پر اطمینان کی مسکراہٹ آ گئی کم بخت خود بھی مر گئی اور میری دولت بھی ساتھ ہی لے ڈوبی۔

بغرال خان کو یقین ہو گیا کہ ماریا دریا میں ڈوب کر مر گئی ہے اس لئے کہ اتنے طوفانی دریا میں وہ کبھی زندہ نہیں رہ سکتی تھی وہ واپس آ گیا اور اپنے ساتھیوں میں بیٹھ کر سوچنے لگا کہ دریا کہاں سے پار کیا جائے۔

ادھر ماریا جنگل میں داخل ہو گئی تھی۔

یہ جنگل بے حد گنجان اور گھنا تھا بڑے بڑے درخت جگہ جگہ سایہ کیے کھڑے تھے جنگلی بیلیں درختوں کے اوپر چڑھی ہوئی تھیں اس قدر گہرا سبزہ تھا کہ سورج کی کرنیں بڑی مشکل سے نیچے آ رہی تھیں درخت میں کوئی راستہ کوئی پگ ڈنڈی نہیں تھی معلوم ہوتا تھا کہ وہاں

کالا طوفان

سے کبھی کوئی نہیں گزرا ہر طرف گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی کبھی کبھی پرندوں کے بولنے کی آواز آجاتی تھی۔ ماریا کو خوف سا محسوس ہونے لگا لیکن وہ آگے بڑھتی چلی گئی کیوں کہ اس کے پیچھے بھی سوائے موت کے اور کچھ نہ تھا۔

وہ چلتی چلی گئی دوپہر ہوگئی تو اسے بھوک محسوس ہوئی اور پیاس بھی لگنے لگی اس نے درختوں کی طرف دیکھا کہ شاید اسے کوئی پھلدار درخت نظر آجائے مگر جنگل میں ایک بھی ایسا درخت نہ تھا کہیں کوئی چشمہ بھی نہیں تھا کہ وہ پانی پی کر کم از کم پیاس ہی بجھا لے جنگلی جھاڑیوں نے اس کے کپڑوں کو جگہ جگہ سے پھاڑ دیا تھا اس کے پاؤں میں اگر لکڑی کے سینڈل بھی ہوتی تو اس کے پاؤں میں چھالے پڑ گئے ہوتے چلتے چلتے وہ ایک ایسے چھوٹے سے پیڑ کے پاس آگئی جو جنگلی بیروں سے لدا ہوا تھا۔

ماریا نے آگے بڑھ کر درخت پر سے بیر جھاڑے اور انھیں مزے لے کر کھانے لگی بیروں نے اسے سخت پیاس لگا دی مگر وہاں پانی کہیں بھی نہیں تھا دوپہر کے بعد وہ ایک جگہ پہنچی تو اسے پانی کے گرنے کی آواز سنائی دی وہ اس آواز کی طرف بڑھی ایک جگہ چھوٹا سا چشمہ پہاڑی میں سے پھوٹ کر بہہ رہا تھا ماریا نے چلو آگے کر کے جی بھر کر پانی پیا پانی پی کر وہ وہیں پتھروں کی ٹیک لگا کر بیٹھ گئی تھکی ہوئی تھی اسے نیند آگئی۔

خدا جانے وہ کب تک سوئی رہی تھی کہ اچانک اس کی آنکھ کھل گئی اسے یوں محسوس ہوا کہ خواب میں اس نے شیر کے گرجنے کی آواز سنی تھی وہ سہم گئی اس لئے کہ آواز اسے ایک بار پھر سنائی دی گویا شیر خواب میں نہیں بالکل سچ مچ جنگل میں گھوم رہا تھا یا ہوسکتا ہے اس کی طرف ہی آ رہا ہو ماریا نے سوچا شیر سے بچنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ وہ

کسی درخت پر چڑھ جائے اس نے ادھر اُدھر درختوں پر نظر دوڑائی

ایک درخت اسے اس قابل نظر آیا وہ اس درخت کی ٹہنیوں کا سہارا

لیتے ہوئے اوپر چڑھنے لگی درخت کے اوپر چڑھ کر وہ بڑے آرام

سے دو شاخوں کے درمیان جگہ پر بیٹھ گئی جنگل میں اب ہر طرف سناٹا

طاری ہو گیا تھا شیر کی آواز نے سارے جنگلی جانوروں کے منہ بند کر

دیئے تھے ایک دم شیر کی گرج پھر سنائی دی ماریا کا دل تیزی سے

دھڑکنے لگا۔

پھر اس نے دیکھا کہ ایک زرد دھاری والا بہت بڑا شیر اس کے

درخت کے نیچے ٹہل رہا تھا ماریا کا سانس اوپر کا اوپر رہ گیا شیر نے

شاید ماریا کو نہیں دیکھا تھا وہ درخت کے نیچے بیٹھ گیا اور گردن اٹھا کر

ادھر اُدھر دیکھنے لگا تھوڑی دیر وہاں بیٹھنے کے بعد وہ اٹھا اور ایک طرف

کو جھاڑیوں میں چلا گیا ماریا نے اطمینان کا سانس لیا کہ شیر وہاں سے

ٹل گیا تھا لیکن وہ ابھی وہاں سے نیچے نہیں اتر سکتی تھی دھوپ نے ڈھلنا شروع کر دیا تھا اور جنگل میں شام سے پہلے ہی اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔

ماریا نے سوچا ہو سکتا ہے اسے درخت کے اوپر ہی رات بسر کرنی پڑے اس خیال سے اس نے وہیں لیٹنے کے امکان کا جائزہ لینا شروع کر دیا وہاں جگہ اتنی ضرور تھی کہ وہ شاخوں میں اپنے آپ کو لپیٹ کر ذرا سی ٹیک لگا کر رات اونگھتے ہوئے گزار دے درخت پر وہ آرام سے سو نہیں سکتی تھی ابھی وہ سونے کے بارے میں غور ہی کر رہی تھی کہ اس نے دیکھا کہ ایک کالا بھاری بھرکم ریچھ تھل تھل کرتا اسی درخت کی طرف بڑھا چلا آ رہا ہے ماریا نے دل میں سوچا کہ یہ بلا کہاں سے آ گئی۔

ریچھ بڑا مکار درندہ ہے انسان کی شکل دیکھ لے تو پھر اس کو ہلاک کیے

بغیر وہاں سے نہیں جاتا ریچھ نے بھی ماریا کو درخت پر بیٹھے ہوئے
دیکھ لیا تھا درخت کے پاس آ کر ریچھ نے الٹی ٹانگوں سے اوپر چڑھنا
شروع کر دیا ماریا کا دل تو دھک سے رہ گیا یہ کم بخت ریچھ تو اسے پھاڑ
کھائے گا اوپر آ گیا تو وہ اس کے تیز پنجوں سے کبھی نہ بچ سکے گی ریچھ
ابھی درخت کے آدھے تنے پر ہی تھا کہ ایکا ایکی جھاڑیوں کی جانب
سے وہی دھاری وار شیر برآمد ہوا اس نے ریچھ کو درخت پر چڑھتا دیکھ
کر وہیں سے چھلانگ لگائی اور ریچھ کو دبوچ کر اپنے ساتھ زمین پر گرا
لیا ریچھ پہلے تو گھبرا گیا کہ یہ کیا آسمان سے بلا اس کے اوپر آن گری
ہے جب اس نے اپنے سامنے شیر کو دیکھا تو مقابلے میں ڈٹ گیا۔
اب ان دونوں درندوں کا مقابلہ شروع ہو گیا شیر جنگل کا بادشاہ ہے ہر
جانور اس سے ڈرتا ہے ریچھ بھی اس سے ڈرتا ہے مگر جب ایک بار
ریچھ شیر کے مقابلے پر اتر آیا تھا وہ پچھلے پاؤں پر کھڑا ہو گیا اس نے

اگلے دونوں پنجوں کے چاقو نکال لیے اور جھولتا ہوا شیر کو تکنے لگا کہ وہ
کدھر سے اس پر حملہ آور ہوتا ہے شیر بھی غافل نہیں تھا اس نے پہلو
میں سے ہو کر چھلانگ لگائی اور ریچھ کے سر پر زور سے پنجہ مارا اگر وہ
پنجہ ریچھ پر پڑ جاتا تو اس کی گردن کے ٹکڑے اڑ جاتے مگر عین موقع پر
ریچھ نے گردن جھکالی اور وار بچالیا اب ریچھ کی باری تھی وہ آگے
بڑھنے لگا اس کی کوشش یہ تھی کہ کسی طرح نیچے سے شیر کے پیٹ پر پنجہ
مار کر اس کی ساری انتڑیاں باہر نکال دے شیر وار بچا رہا تھا ریچھ نے
شیر کے پیٹ پر پنجہ مارنے کی کوشش کی تو پتھر پر سے اس کا پیر پھسل گیا
اور وہ زمین پر گر پڑا شیر شاید یہی انتظار کر رہا تھا اس نے ریچھ کے اوپر
غصے میں گرج کر چھلانگ لگادی اور ریچھ کی گردن پر ایسا پنجہ مارا کہ
اس کی گردن ڈھلک گئی اب ریچھ اس کے نیچے بے بس ہو کر پڑا تھا
اور شیر اسے روئی کی طرح دھنک رہا تھا جب ریچھ بالکل ختم ہو گیا تو

شیر نے ایک فاتحانہ نعرہ لگایا اور دم ہلاتا جنگل میں غائب ہو گیا۔

اس دوران میں بے چاری ماریا درخت کے اوپر بیٹھی رہی وہ سوائے ڈرتی رہنے کے اور کچھ نہ کر سکتی تھی شیر چلا گیا تو اس کی جان میں جان آئی اب رات کا اندھیرا جنگل میں پھیلنے لگا تھا اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ درخت سے نیچے اتر آئے بھوک بھی لگ رہی تھی مگر وہ درخت پر ہی بیٹھی رہی وہیں بیٹھے بیٹھے اسے نیند آ گئی وہ سوئی رہی صبح جب اس کی آنکھ کھلی تو سارے جنگل میں سورج کی روشنی پھیل چکی تھی اور درختوں پر پرندے صبح کے سہانے گیت گا رہے تھے ماریا آہستہ آہستہ نیچے اتر آئی وہاں ریچھ کی لاش ویسے ہی پڑی تھی ماریا وہاں سے ہٹ کر جنگل میں ایک طرف کو چل پڑی ایک جگہ اس نے جنگلی پھل کھا کر ندی میں سے پانی پیا اور خدا کے بھروسے جنگل میں اپنا سفر شروع کر دیا۔

بھوتوں کا حملہ

چلتے چلتے ماریا جنگل کے گنجان حصے میں پہنچ گئی۔ جنگل کے اس علاقے میں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی ایک عجیب بات یہ تھی کہ درختوں پر کوئی پرندہ نہیں تھا کسی جانور کی آواز تک سنائی نہیں دے رہی تھی ہوا بند تھی اور کسی درخت یا جھاڑی کی ٹہنی تک نہیں ہل رہی تھی ماریا نے اس قسم کا جنگل زندگی میں کبھی نہیں دیکھا تھا درخت اور سبزہ اتنا گھنا تھا کہ دھوپ شاخوں میں ہی الجھ کر رہ گئی تھی سایوں پر اندھیروں کا گمان ہوتا تھا یہ ایک آسیبی جنگل معلوم ہو رہا تھا ماریا کو چلتے چلتے خوف محسوس ہونے لگا اسے ہر قدم پر یوں لگتا جیسے کوئی شخص اس کا پیچھا کر رہا ہے اس نے چلتے چلتے کئی بار اپنے پیچھے قدموں کی

آواز سنی مگر جب بھی وہ پلٹ کر پیچھے تکتی وہاں کوئی نہ ہوتا ایک بار تو ماریا نے صاف کسی آدمی کی آواز سنی جو اسے پکار رہی تھی۔

ماریا کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا ذرا غور کریں اگر دوپہر کو ایک سنسان جنگل میں آپ کو اپنے پیچھے کسی شخص کی ڈراؤنی سی آواز سنائی دے تو آپ پر کیا اثر ہوگا اگرچہ ماریا بڑی بہادر لڑکی تھی پھر بھی وہ ڈر گئی اور دل ہی دل میں خداوند کو یاد کر کے دعائیں مانگنے لگی اچانک جنگل میں کسی نے پیچھے سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا یہ ہاتھ بھاری اور ٹھنڈا تھا ماریا وہیں رک گئی اس نے کنکھیوں سے ہاتھ کو اپنے کندھے پر دیکھا اس ہاتھ پر جگہ جگہ سیاہ بال اگے ہوئے تھے وہ کسی بھاری بھر کم ریچھ کا ہاتھ لگتا تھا ماریا ڈر کر چیخ مارنا چاہتی تھی مگر خاموش رہی اس کا گلا خشک ہوگیا اور اس کے حلق سے کوئی آواز نہ نکل سکی اس نے سوچا کہ وہ وہاں سے بھاگ جائے مگر اس کے پاؤں ایک ایک

من کے ہوگئے تھے اس نے بھاگنے کی کوشش کی لیکن اس کا پاؤں
زمین سے نہ اٹھ سکا قریب تھا کہ وہ غش کھا کر گر پڑے کہ اس دیو کے
ہاتھ نے ماریا کو اپنی طرف کھینچنا شروع کیا ماریا نے زمین پر اپنے قدم
جما لیے اور واپس مڑنے سے انکار کر دیا ہاتھ کا وزن بڑھتا گیا ماریا
نے بھی بڑے حوصلے اور بہادری سے کام لے کر قدم آگے بڑھانے
کی کوشش کی جو شخص ہمت سے کام لے کر نکل جانے کی کوشش کرے
خدا اس کی ضرور مدد کرتا ہے ماریا نے بھی ہمت سے کام لینے کا فیصلہ کر
لیا تھا چنانچہ خدا نے اس کی مدد کی اور وہ ایک دم اٹھ کر بھاگنے لگی دیو کا
ہاتھ چھوٹ گیا ماریا اس خوف ناک پنجے سے نکل چکی تھی اور جنگل میں
کسی نامعلوم منزل کی طرف بھاگی جا رہی تھی اسے کوئی خبر نہیں تھی کہ
وہ کہاں جا رہی ہے اس کے پاؤں اور کپڑے جھاڑیوں سے الجھ رہے
تھے اس کے بال درختوں کی شاخوں اور پتوں میں الجھ رہے تھے اس

کے بال درختوں کی شاخوں اور پتوں میں الجھ رہے تھے اس کے پاؤں میں کانٹے چبھ رہے تھے مگر وہ بھاگی جا رہی تھی۔

اب اس کے پیچھے ڈراؤنی چیخیں سنائی دینے لگی تھیں ایک تلوار جسے آگ لگی تھی ماریا کے سامنے راستے میں آ کر گر پڑی ماریا نے کوئی پرواہ نہ کی اور آگے ہی آگے بھاگتی چلی گئی اب جلتے ہوئے تیر اس کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں آ کر گرنے لگے ڈراؤنی چیخیں زیادہ بلند ہو گئیں ان چیخوں میں ایسی خوفناک آوازیں بھی شامل تھیں جو روتے اور بین کرتے ہوئے ماریا کا نام لے لے کر اسے اپنی طرف واپس بلا رہی تھیں ماریا پر جادو سا ہونا شروع ہو گیا بھاگتے بھاگتے اس کا سر چکرانے لگا اس کے قدموں سے جیسے جان نکلنا شروع ہو گئی اس کے اندر طاقت کم ہونا شروع ہو گئی اس کا گلا خشک ہو گیا زبان سوکھ کر کانٹا بنتی گئی وہ نڈھال سی ہو گئی اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ

دہشت ناک آوازیں کہاں سے آ رہی ہیں اور اس کا پیچھا کیوں کر

رہی ہیں۔

وہ مسلسل بھاگتی چلی جا رہی تھی اور اس کے بدن سے طاقت ختم ہوتی جا

رہی تھی ایک جگہ وہ گرنے ہی والی تھی کہ اچانک اسے جنگل کے

درمیان ایک بہت بڑے درخت کے نیچے ایک نیلے رنگ کی ہلکی ہلکی

روشنی سی دکھائی دی یہ روشنی گویا آسمان سے ایک نازک اور رنگین آبشار

کی مانند درخت کے اوپر گر رہی تھی ماریا کا سر بری طرح چکرا رہا تھا

اور اس کے آگے پیچھے اور ارد گرد تیروں، تلواروں اور نیزوں کی بارش

شروع ہو چکی تھی بھوتوں اور چڑیلوں کی چیخیں سارے جنگل میں گونج

رہی تھیں ماریا نے دیکھا کہ اس درخت کے نیچے ایک دبلا پتلا سا آدمی

آلتی پالتی مارے آنکھیں بند کئے بیٹھا ہے اس کے سر کے بال اس

کے شانوں پر بکھرے ہوئے تھے وہ پتھر کا بت بنا درخت کے نیچے بیٹھا

تھا ماریا کو حوصلہ ہوا کہ جنگل میں وہ اکیلی نہیں ہے بلکہ ایک مرد درخت کے نیچے بیٹھا ہے وہ بھاگتی ہوئی اس آدمی کے قدموں میں جا گر پڑی اور بولی۔

خدا کے لئے مجھے چڑیلوں سے بچاؤ۔

دبلے پتلے آدمی نے اپنی پتھرائی بند پلکیں کھول کر ماریا کی طرف دیکھا ماریا نے محسوس کیا کہ اس کی طرف دو آنکھیں نہیں بلکہ دو گہرے روشن سورج دیکھ رہے ہیں وہ سہم کر پرے ہٹ گئی دبلے پتلے جوگی کے چہرے پر بہت ہی نرم اور شگفتہ مسکراہٹ پیدا ہوئی ماریا نے یک لخت محسوس کیا کہ جنگل کی فضا میں سے چڑیلوں اور بھوتوں کی خوف ناک آوازیں آنا بند ہو گئی ہیں اس نے آنکھیں کھول کر ارد گرد دیکھا وہاں کوئی نہیں تھا نہ اب جلتے ہوئے تیروں کی بارش ہو رہی تھی اور نہ اس کے دائیں بائیں نیزے اور تلواریں گر رہی تھیں۔

کالا طوفان

ماریا نے اس نیک درویش کے قدموں پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

بابا! تم نے مجھے بچالیا۔نہیں تو چڑیلیں اور بھوت مجھے مار ڈالتے۔

درویش جوگی نے مسکرا کر کہا۔

بیٹی۔دنیا میں کوئی چڑیل اور کوئی بھوت نہیں یہ سب کچھ انسان کا دماغ اپنے خوف کی وجہ سے پیدا کر دیتا ہے میری طرف دیکھو میں دس برس سے جنگل میں اس درخت کے نیچے بیٹھا خدا کی عبادت کر رہا ہوں مجھے کبھی کسی چڑیل یا جن بھوت نے تنگ نہیں کیا صرف اس لئے کہ میرا دماغ صحت مند اور بہادر ہے میں ڈرتا نہیں سوائے خدا کے اور کسی سے خوف نہیں کھاتا یہی وجہ ہے کہ کوئی بھوت،کوئی چڑیل، میرے قریب نہیں بھٹک سکتی۔

ماریا یہ سن کر حیران رہ گئی کہ وہ بزرگ دس برس سے اس درخت کے نیچے بیٹھا عبادت کر رہا ہے اس نے حیرانی سے پوچھا۔

بابا! کیا آپ کو کچھ حاصل ہوا۔؟

درویش نے کہا۔

میں نے صبر کرنا سیکھ لیا ہے اور یہ کامیابی کی پہلی سیڑھی ہے۔

تمہارا نام کیا ہے بابا! تم کون ہو اور یہاں کیوں بیٹھے ہو۔؟

درویش بزرگ نے کہا۔

بیٹی! میرا نام گوتم ہے میں کپل وستو کے راجہ سدودھن کا بیٹا ہوں میں انسانی دکھوں کا علاج تلاش کرنے کے لئے یہاں بیٹھا عبادت کر رہا ہوں مجھے یقین ہے کہ میں ایک دن دنیا میں انسانوں کے دکھوں کا علاج ضرور تلاش کر لوں گا۔

ماریا نے کہا۔

بابا! کیا آپ نے انسانوں کے دکھوں کے لئے اپنا محل چھوڑ دیا۔

ہاں بیٹی! جب تک انسان کچھ دے نہ اسے کچھ نہیں مل سکتا انسان کو

کچھ نہ کچھ حاصل کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ قربانی ضرور دینی پڑتی ہے اگر انسان یہ سوچے کہ میں قربانی بھی نہ کروں اور کامیاب بھی ہو جاؤں تو ایسا ہونا بڑا مشکل ہوتا ہے۔

ماریا ایک بات پر بڑا تعجب کر رہی تھی کہ اس درویش کے پاس آتے ہی اس کے دل کو بڑا سکون آ گیا تھا اور جنگل میں بھی ہر طرف گہری خاموشی چھا گئی تھی اب وہاں نہ کسی چڑیل یا بھوت کی آواز تھی اور نہ کوئی آسیب اس کے سر پر چھا رہا تھا ماریا دل میں ایک گہرے سکون کو سائے کی طرح اترتا محسوس کر رہی تھی اس کا دل اب زور زور سے نہیں دھڑکتا تھا اس کی سانس اب تیز تیز نہیں چل رہی تھی اس کا حلق بھی اب خشک نہیں تھا۔ اس کی زبان پر پڑے ہوئے کانٹے بھی دور ہو گئے تھے صرف اسے ہلکی ہلکی پیاس اور بھوک کا احساس ہونے لگا تھا ماریا نے گوتم کی طرف دیکھا اس کے چہرے پر ہلکی ہلکی روشنی پھیل

رہی تھی ماریا کے لئے اس نیک اور عظیم انشان کے چہرے پر نظریں جمانا مشکل ہو رہا تھا اس نے کہا۔

بابا مجھے بھوک لگی ہے۔

گوتم ذرا مسکرایا اس نے اپنے جھونپڑے کی طرف اشارہ کیا۔

بیٹی! وہاں تمہیں کھانے کو کچھ مل جائے گا۔

ماریا وہاں سے اٹھ کر جھونپڑے میں آ گئی یہ ایک چھوٹی سی جھونپڑی تھی جس کی چھت درخت کی شاخیں کاٹ کر بنائی گئی تھی اندر زمین پر بھی درختوں کے سوکھے پتے بچھے ہوئے تھے پاس ہی مٹی کے پیالے میں پانی تھا ماریا نے وہاں بیٹھ کر جنگلی پھل بڑے مزے سے کھائے اور پیالے میں سے پانی پیا اس کا پیٹ بھر گیا اور بھوک پیاس پوری طرح مٹ گئی وہ اسی جگہ سوکھے پتوں پر لیٹ کر سو گئی جس وقت وہ سو کر اٹھی تو شام ہو رہی تھی اس نے جھونپڑی میں سے باہر نکل کر

دیکھا۔

گوتم اسی طرح درخت کے نیچے بیٹھا عبادت کر رہا تھا اس کی آنکھیں بند تھیں اور چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ تھی ماریا خاموشی سے اس عظیم الشان ہستی کو دیکھتی رہی جو غریبوں اور دکھی لوگوں کی خوشی کے لئے اپنا محل اور گھر بار چھوڑ کر جنگل میں بھوکا پیاسا بیٹھا عبادت کر رہا تھا وہ جھونپڑی کے باہر بیٹھ کر گوتم کو عبادت کرتے دیکھنے لگی رات ہو گئی جنگل میں چاند نکل آیا جس کی نیلی نیلی روشنی درختوں سے چھن چھن کر آنے لگی ماریا بہت زیادہ تھکی ہوئی تھی وہ سوکھے پتوں پر لیٹ گئی اسے پھر نیند آ گئی اور وہ سو گئی۔

ابھی اسے سوئے ہوئے تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ رات کے وقت ایک خوفناک چیخ بلند ہوئی اس چیخ کی آواز سوائے گوتم بدھ کے کسی اور نے نہ سنی جنگل کے درخت اس چیخ کو سن کر اپنی جگہ سے ہل گئے مگر

گوتم بدھ اپنی جگہ پر اسی طرح بیٹھا رہا وہ اپنی جگہ سے بالکل نہ ہلا چیخ کے بعد عورتوں کے واویلا اور بین کرنے کی دردناک آوازیں سنائی دینے لگیں اگر کوئی اور ہوتا تو اس کا کلیجہ ہل جاتا مگر گوتم بدھ اپنی جگہ پر بڑے سکون کے ساتھ بیٹھا رہا۔

عجیب بات تھی کہ ماریا کو بھی کچھ معلوم نہ تھا اس پر بھی ان آوازوں کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا وہ گہری نیند میں سوئی ہوئی تھی واویلا کی آوازیں بھی بند ہو گئیں اب جنگل میں چاروں طرف چڑیلیں نمودار ہوئیں اور انھوں نے قریب آ کر گوتم بدھ کو ڈرانا شروع کر دیا دوسری طرف سے لمبے لمبے دانتوں اور بھیانک چہروں والے بھوت سامنے آئے اور انھوں نے بھی گوتم بدھ کو وہاں سے ڈرا کر اٹھانے کی کوشش شروع کر دی مگر گوتم بدھ اپنی جگہ پر اسی طرح چٹان کی طرح مضبوطی سے بیٹھا رہا اس پر کسی بات کا بھی اثر نہیں ہو رہا تھا۔

کالا طوفان

چڑیلیں وہاں سے پریشان ہو کر بھاگنا شروع ہو گئیں بھوتوں نے اپنے اپنے کندھوں سے تیر کمان اٹھا کر ہاتھوں میں لیے ان میں تیر جوڑے اور ایک ساتھ نشانہ باندھ کر گوتم بدھ پر ہزاروں تیر چھوڑ دیئے مگر کرنا خدا کا کیا ہوا کہ سارے کے سارے تیر گوتم بدھ کے آگے دس قدم کے فاصلے پر آ کر زمین پر گر پڑے جیسے گوتم بدھ کے آگے کوئی شیشے کی دیوار کھڑی ہو اور سارے کے سارے تیر اس دیوار سے ٹکرا کر زمین پر گر پڑے ہوں بھوتوں نے ایک بار پھر گوتم بدھ پر تیروں کی بوچھاڑ ماری اس دفعہ بھی سارے تیر زمین پر اوندھے منہ گر پڑے اب بھوتوں نے شور مچانا شروع کر دیا ناچ ناچ، کر گوتم بدھ پر تیروں کی بارش شروع کر دی لیکن گوتم بدھ پر ان تیروں کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا سارے تیر اس کے قدموں کے پاس زمین پر گر کر غائب ہوتے جا رہے تھے۔

آخر سارے بھوت ایک ایک کرکے غائب ہوگئے پھر اچانک بجلی زور سے چمکی اس کی کڑک نے سارے جنگل کو ہلا کر رکھ دیا اور روشنی میں سے ایک عورت ہاتھ جوڑ کر گوتم بدھ کے سامنے آئی اور بولی۔

مہاراج! میں آپ کی بیوی ہوں خدا کے لئے جنگل سے واپس آجاؤ میں گھر پر تمہاری راہ دیکھ رہی ہوں محل کی آسائش اور آرام تمہارا انتظار کررہا ہے۔

گوتم بدھ نے ایک بار جو پلکیں اٹھا کر اس عورت کی طرف دیکھا تو وہ ایک دم چڑیل بن گئی اس کے سر پر لمبے لمبے سانپ لٹکنے لگے اور اس کے لمبے لمبے دانت باہر کو نکل آئے یعنی وہ حقیقت میں گوتم بدھ کی بیوی نہیں تھی بلکہ ایک چڑیل تھی جو اس کی بیوی کی شکل اختیار کرکے اس کو سچی راہ سے بھٹکانے آئی تھی لیکن چونکہ شہزادہ گوتم ثابت قدم تھا ایک بار فیصلہ کرکے وہ اپنی جگہ ڈٹ گیا تھا اس لئے سارے بھوت

ساری چڑیلیں اس کا کچھ نہ بگاڑ سکیں تھیں انھوں نے گوتم بدھ کے
ارادے اور پختہ فیصلے کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے تھے اور وہاں سے
بھاگ اٹھیں تھیں۔

اب ایک بڑی ہی ڈراؤنی شکل والا آدمی جس کا رنگ سیاہ اور آنکھیں
نیلی تھیں گوتم بدھ کے سامنے آ کر رقص کرنے لگا اس کے گلے میں
لمبے لمبے زہریلے سانپ لٹک رہے تھے اس نے کتنے ہی سانپ
ہاتھوں میں پکڑ رکھے تھے اس نے قریب آ کر کہا۔

اے شہزادے واپس اپنے محل میں چلے جا تو کیوں دکھی لوگوں کے
لئے اپنی جوانی اور آرام قربان کر رہا ہے قدرت نے جس کے لئے
دکھ لکھے ہیں اسے دکھ مل کر ہی رہیں گے واپس اپنے محل میں جا کر عیش
کی زندگی بسر کر۔

گوتم بدھ نے ہاتھ اٹھا کر اسے کہا۔

اے نفرت کے دیوتا۔! تو مجھے ہرگز نہیں ورغلا سکتا نا تو مجھے سچائی کی راہ سے ہٹا سکتا ہے میں نے انسانوں کی مصیبتوں، پریشانیوں اور دکھوں کو دیکھ کر اپنا عیش و آرام چھوڑا ہے میں انسان کی بھلائی کے لیے محل سے نکل کر یہاں جنگل میں آن بیٹھا ہوں میں ایک نہ ایک دن انسانی دکھوں اور خوشیوں کا راز ضرور پالوں گا تو مجھے نہیں ورغلا سکتا جا اپنی منحوس شکل لے کر یہاں سے دفع ہو جا۔

گوتم بدھ کی آواز سے ان الفاظ کا نکلنا تھا کہ اس سانپوں والے بھوت نے نفرت سے ایک قہقہہ لگایا اور ایک ایک کر کے گوتم پر سانپوں کو اچھالنا شروع کر دیا مگر کرنا خدا کا کیا ہوا کہ سانپ گوتم بدھ سے ایک فٹ کے فاصلے پر جا کر جل کر بھسم ہو جاتے ایک شعلہ سا بلند ہوتا اور سانپ جل کر راکھ ہو جاتا منحوس شکل والے بھوت کے سارے سانپ ختم ہو گئے اب آگ کے شعلے نے اس کی طرف لپکنا شروع کر دیا

جب شعلے نے اس کے سر پر حملہ کیا تو وہ چیخ مار کر وہاں سے غائب ہو گیا۔

اس کے بعد جنگل میں صبح کی ہلکی ہلکی نیلی اور پاکیزہ روشنی پھیلنی شروع ہو گئی درختوں پر پرندوں نے خدا کی شان میں میٹھے گیت گانا شروع کر دیئے ماریا کی آنکھ کھل گئی اس نے دیکھا سارے جنگل میں ایک نور سا پھیلا ہوا تھا گوتم بدھ اسی طرح چہرے پر ہلکا ہلکا تبسم لیے درخت کے نیچے بڑے سکون کے ساتھ بیٹھا اپنے رب کی عبادت کر رہا تھا وہ اٹھ کر گوتم بدھ کے پاس آ کر بیٹھ گئی اس نے گوتم کے پاؤں چھو کر اسے سلام کیا اور بولی مجھے اجازت دو اے عظیم انسان مجھے اپنے بھائیوں کی تلاش میں بہت آگے جانا ہے۔

گوتم نے کہا۔

خدا تمہیں تمہارے بھائیوں سے ملا دے نیک دل بیٹی!

ماریا نے کہا۔

اے عظیم انسان کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ میں اپنے بھائیوں کو کہاں تلاش کروں۔؟

گوتم بدھ نے کہا۔

اے نیک دل بچی! میں تمہیں نہیں بتا سکتا ہوں میں خود اپنی تلاش میں ہوں جس روز مجھے اپنا پتا مل گیا اس روز میں تمہارے بھائیوں کے بارے میں بھی بتا سکوں گا پھر بھی ایک نیک ہستی میری کچھ تو راہ نمائی کریں میں بڑی امید لے کر آپ کے قدموں میں آئی ہوں۔

گوتم نے ماریا کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

بیٹی! خدا تجھے تیرے بچھڑے ہوئے بھائیوں سے ملا دے میں تمہیں صرف اتنا بتا سکتا ہوں کہ مجھے شہر اجین کی طرف سے تمہارے بھائیوں کے سائے دکھائی دے رہے ہیں۔

یہاں سے شہر اجین کتنی دور ہے۔

جنگل سے نکل کر تم کو ایک دریا ملے گا اس دریا کے پار ایک اور جنگل ہے جس میں چٹانیں بھی ہیں اس جنگل سے باہر نکلو گی تو سامنے شہر اجین کی فصیل دکھائی دے گی خدا آپ کو خوش رکھے اے عظیم انسان۔

خدا تم پر بھی اپنی رحمت نازل کرے بیٹی!

ماریا نے گوتم بدھ کو سلام کیا اور شہر اجین کا ارادہ کر کے جنگل میں چل پڑی رات اس نے پھر ایک درخت پر سو کر گزاری دوسری روز جنگل میں چلتی رہی تیسرے روز صبح کے وقت جنگل ختم ہو گیا اور سامنے دریا بہہ رہا تھا اس دریا کو پار کر کے ماریا کو ایک اور جنگل میں داخل ہونا تھا۔

جہاں لاشیں جلتی ہیں

دریا پار کر کے ماریا دوسرے جنگل میں داخل ہو گئی یہ جنگل پہلے جنگل کی طرح خوف ناک اور زیادہ گھنا نہیں تھا یہاں گوتم کے فرمانے کے مطابق جگہ جگہ سیاہ پتھریلی چٹانیں کھڑی تھیں اور چشمے بہہ رہے تھے درختوں پر پھل بھی لگے ہوئے تھے ماریا نے ایک جگہ پھل کھائے چشمے کا ٹھنڈا پانی پیا تو اس کی جان میں جان آ گئی تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد وہ پھر آگے کی طرف روانہ ہو گئی سارا دن وہ جنگل میں سفر کرتی رہی رات کو ایک چٹان کے اوپر چڑھ کر اس نے ساتھ رکھے ہوئے پھل کھائے پانی پیا اور سوکھے پتے بچھا کر سو گئی ساری رات وہ سکون کے ساتھ سوئی رہی اس جنگل میں درندے بالکل نہیں

تھے وہ بڑے آرام سے سوئی رہی۔

صبح اس کی آنکھ کھلی تو سورج کی روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی چٹان پر سے اتر کر اس نے آگے چلنا شروع کر دیا یہاں اسے ایک چھوٹا سا کچا راستہ نظر آیا اس سے معلوم ہوا کہ یہاں سے لوگ گزرتے رہتے ہیں اس کا مطلب ہے کہ وہ آبادی کے قریب پہنچ چکی تھی ماریا کو بڑی خوشی ہوئی ایک جگہ اسے دو چار جھونپڑے دکھائی دیئے ان کے باہر کچھ ننگ دھڑنگ بچے کھیل رہے تھے ماریا کو دیکھ کر ایک عورت جھونپڑے سے باہر آگئی ماریا نے اس سے پوچھا۔

کیا پینے کے لئے پانی مل جائے گا۔

وہ عورت جلدی سے اندر جا کر پانی سے بھرا ہوا کٹورا لے آئی پانی پی کر ماریا نے اس سے پوچھا۔

اجین شہر کو کون سا راستہ جاتا ہے؟

عورت نے کہا۔

یہی راستہ جاتا ہے مگر بہن تمہیں راستے میں رات ہو جائے گی بہتر یہ ہے کہ یہاں رات گزار کر صبح منہ اندھیرے سفر کرو پھر تم اکیلی بھی ہو رات کو سفر کرنا ٹھیک نہیں۔

ماریا پہلے ہی بہت تھکی ہوئی تھی اسے اس عورت کی تجویز پسند آ گئی اس نے کہا۔

اگر تمہیں تکلیف نہ ہو بہن تو میں یہاں رات بسر کرتے ہوئے خوشی محسوس کروں گی۔

مجھے ایک بہن کی مدد کر کے خوشی ہو گی تم میرے جھونپڑے میں بڑے شوق سے آرام کر سکتی ہو میرا خاوند شہر گیا ہوا ہے گھر میں سوائے میرے اور کوئی نہیں۔

ماریا جھونپڑی میں ٹھہر گئی۔

عورت نے ماریا کے آگے ابلے ہوئے موٹے چاول اور پانی لا کر رکھا ماریا نے چاول کھا کر پانی پیا اور جھونپڑی کے اندر بانس کی کھاٹ پر لیٹ گئی ایک عرصے کے بعد اسے کھاٹ پر لیٹنا نصیب ہوا تھا رات بھر اسے ہوش نہ رہا صبح اٹھی تو بڑی تازہ دم تھی اس کی ساری تھکان اتر چکی تھی وہ اپنے آپ کو بڑی ہشاش بشاش محسوس کر رہی تھی ناشتے پر عورت نے ماریا کو اناناس اور کیلے کھانے کو دیئے جسے ماریا نے بڑے شوق سے کھایا یہ پھل بھی اسے جنگل میں کہیں نہیں ملا تھا کیونکہ جنگلوں میں جنگلی کیلوں کے درخت ہوتے ہیں جن کا پھل کچا اور خشک رہ جاتا ہے ماریا سفر پر روانہ ہونے لگی تو اس عورت کا خاوند آ گیا۔

اس نے ماریا کے سر پہ ہاتھ رکھ کر پیار کیا اور پوچھا۔

بیٹی تو اجین شہر میں کس کے پاس جانا چاہتی ہے؟

ماریا نے اسے بتایا کہ اس کے دو بھائی عنبر اور ناگ اس سے بچھڑ گئے

ہیں اور وہ ان کی تلاش میں اجین جا رہی ہے اس نے کہا۔

مگر بیٹی! تو ایک اجنبی شہر میں انھیں کہاں تلاش کرتی پھرے گی کیا وہاں تو کسی کو جانتی ہے۔؟

نہیں تو۔ اجین میرے لئے ایک نیا شہر ہے۔

پھر تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہاں تمہارے بھائی رہتے ہیں۔

یہ بات مجھے ایک بزرگ درویش نے بتائی تھی کہ میرے بھائی مجھے شہر اجین میں ہی ملیں گے۔

چلو یہ بھی ٹھیک ہوا مگر تو انھیں کہاں تلاش کرتی پھرے گی۔

پھر بابا! میں کیا کروں؟ مجھے ہر حال میں اپنے بھائیوں کو تلاش کرنا ہے مجھے ان کے پاس جانا ہے میں اپنے بھائیوں کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔

عورت اور اس کا خاوند سوچ میں پڑ گئے آخر اس آدمی نے کہا۔

بیٹی! میرا ایک چھوٹا بھائی اجین شہر میں ایک شمشان بھومی میں مردوں کو جلانے پر نوکر ہے اگر تم اس کے پاس جانا چاہو تو چلی جاؤ وہ تمہاری مدد بھی کرے گا اور تم اس کے پاس قیام بھی کر لینا کیا تم تیار ہو؟

ماریا نے سوچا کہ وہ اجنبی شہر میں کہاں ماری ماری پھرے گی بہتر ہے کہ کسی شریف آدمی کے پاس جا کر ٹھہر جائے اور پھر اس کی مدد سے شہر میں اپنے بھائیوں کو تلاش کرے اس نے کہا۔

ہاں بابا! میں آپ کے بھائی کے پاس ٹھہر جاؤں گی۔

شاباش بیٹی! مجھے تم سے یہی امید تھی اس سے جا کر میرا ذکر کرنا اور کہنا کہ میں نے تمہیں اس کے پاس بھیجا ہے مردوں کو جلانے کا قبرستان شہر اجین کے مشرق کنارے پر ایک جھیل کے کنارے پر ہے میرے بھائی کا نام دیا س ہے۔

آپ کا بہت بہت شکریہ۔

ماریا ان لوگوں کا شکریہ ادا کر کے اور اجازت لے کر وہاں سے چل پڑی اسے جنگل میں ایک سیدھی اور مختصر راہ پر لگا دیا گیا تھا اس راستے پر چلتی ہوئی وہ شام ہونے سے پہلے ہی شہر کے قریب پہنچ گئی وہ جنگل سے باہر نکلی تو سامنے اجین شہر کی فصیل دکھائی دے رہی تھی ماریا ایک کچی سڑک پر چلتی ہوئی شہر کے قریب آ گئی یہاں سے اس نے شہر کے مشرقی کنارے کی طرف چلنا شروع کر دیا چلتے چلتے وہ ایک پرانے درختوں والی جھیل کے پاس پہنچ گئی یہی وہ جھیل تھی جس کے پاس وہ قبرستان تھا جہاں ہندو لوگ اپنے مردوں کو جلایا کرتے تھے۔

ماریا ڈرتے ڈرتے قبرستان کے اندر داخل ہوئی یہاں ہر طرف ایک ویرانی اور بربادی چھائی ہوئی تھی فضا میں جلے ہوئے مردوں کی بدبو پھیلی ہوئی تھی جگہ جگہ راکھ بکھری ہوئی تھی ایک پرانے سیاہ رنگ کی دیواروں والے مکان میں ایک تنگ سا دروازہ تھا جس کے باہر تلسی کا

درخت لگا تھا اس دروازے کے پاس ہی ایک ادھیڑ عمر کا آدمی بیٹھا

چولہے پر مٹی کا لیپ کر رہا تھا ماریا اس کے پاس آ کر رک گئی اس آدمی

نے آنکھ اٹھا کر پوچھا۔

کون مر گیا ہے۔؟ لاش کب آئے گی۔؟

ماریا نے کہا۔

بابا! میرا کوئی نہیں مر گیا ہے۔

آدمی نے چونک کر ماریا کی طرف دیکھا۔

تو پھر تم یہاں کیا لینے آئی ہو۔؟

ماریا نے جب اسے ساری بات بتائی کہ اسے اس کے بھائی نے بھیجا

ہے تو وہ اٹھ کھڑا ہو گیا اور بہت خوش ہوا اس نے کہا۔

بیٹی اس گھر کو اپنا گھر ہی سمجھو۔ میں یہاں اپنی بیٹی شانتا کے ساتھ رہتا

ہوں وہ اوپلے لینے گئی ہے تم اس کھاٹ پر بیٹھو وہ ابھی آ رہی ہو گی۔

ماریا چارپائی پر بیٹھ گئی اس آدمی نے ماریا کو کانسی کے ایک کٹورے میں دودھ لا کر پلایا تھوڑی دیر بعد اس کی بیٹی شانتا بھی آ گئی یہ ماریا سے عمر میں بڑی تھی اور بڑی نیک دل عورت معلوم ہوتی تھی شانتا کے باپ نے اسے بتایا کہ ماریا کو اس کے بھائی نے بھیجا ہے اور اسے شہر اجین میں اپنے دو بھائیوں کی تلاش ہے شانتا نے مسکرا کر ماریا کی طرف دیکھا اور کہا۔

فکر نہ کرو بہن! اس گھر کو اپنا ہی گھر سمجھو ہم سے تمہاری جو خدمت ہو گی کریں گے اور تمہارے بھائیوں کو تلاش کرنے میں بھی تمہاری مدد کریں گے۔

ماریا نے اس گھر میں رہنا شروع کر دیا۔

اس نے شانتا کے باپ کو عنبر اور ناگ کے حلیے بتا دیئے تھے وہ دن میں تھوڑی دیر کے لئے شہر جاتا اور عنبر اور ناگ کو اِدھر اُدھر تلاش کرتا

رہتا کبھی کبھی ماریا بھی شائستہ کے ساتھ شہر چلی جاتی اور اپنے بھائیوں کو تلاش کرتی مگر عنبر اور ناگ اسے کہیں بھی دکھائی نہ دیتے۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ عنبر اور ناگ ابھی شہر اجین میں نہیں پہنچے تھے وہ ابھی اسی جنگل میں تھے جسے پار کر کے ماریا شہر میں داخل ہوئی تھی سفر کرتے کرتے دونوں دوست تھک گئے تھے ان کو دس روز سفر کرتے ہو گئے تھے چٹانوں والے جنگل میں پہنچ کر وہ ایک جگہ سوکھے پتوں پر لمبی تان کر سو گئے وہ سارا دن اور ساری رات سوتے رہے اگلے روز صبح کو اٹھے تو بہت تازہ دم اور ہشاش بشاش تھے ان کی ساری تھکن دور ہو گئی تھی۔

بھائی! ہمیں امید ہے کہ تھوڑی دیر بعد ہم اجین پہنچ جائیں گے مگر مجھے رہ رہ کر ماریا بہن کا خیال آرہا ہے خدا جانے بے چاری کس حال میں ہو گی اور کہاں ہو گی۔

ناگ بولا۔

میرا دل کہتا ہے کہ وہ مصیبت میں نہیں ہے اور بہت جلد ہماری اس

سے ملاقات ہو جائے گی۔

کبھی کبھی میرا دل بھی یہی کہتا ہے۔

یہ ایک عجیب اتفاق ہوا تھا کہ دونوں دوست اسی جنگل سے گزرے

تھے جس میں سے ماریا گزری تھی مگر ان کی ملاقات نہ تو گوتم سے ہوئی

تھی اور نہ انھیں راستے میں اس عورت کا جھونپڑا دکھائی دیا جس کے

خاوند نے ماریا کو شہر میں اپنے بھائی کے پاس قبرستان میں بھیجا تھا وہ

چلتے چلے گئے اور دوپہر کے وقت جنگل سے باہر نکل آئے سامنے

اجین شہر کے مکانات دکھائی دے رہے تھے وہ بڑے خوش ہوئے کہ

آخر ان کا کٹھن سفر ختم ہوا اور وہ سفر پر پہنچ گئے۔

دونوں گھوڑوں پر سوار ہو کر شہر کے دروازے میں سے گزرنے لگے تو

پہرے داروں نے روک لیا۔

تم لوگ کون ہو اور کہاں سے آرہے ہو؟

عنبر نے آگے بڑھ کر کہا۔

ہم دونوں بھائی ہیں ہم ملک شام سے آرہے ہیں تم یہاں کیا کرنے آئے ہو؟

ہم دونوں وید ہیں، حکیم ہیں، ہم جڑی بوٹیوں کی تجارت بھی کرتے ہیں اور بیماریوں کا علاج بھی کرتے ہیں۔

پہرے دار نے مسکرا کر کہا۔

یہ تو بڑی اچھی بات ہے مگر سب سے پہلے میری بیوی کا علاج کرو وہ دس ماہ سے سر درد میں مبتلا ہے اگر تم نے اس کا علاج کر دیا تو تم شہر میں جا سکو گے۔

عنبر کے لئے یہ کوئی پہلی آزمائش نہیں تھی ہزاروں سال سے وہ ایسا کرتا

آیا تھا اس نے پہرے دار کی یہ شرط منظور کر لی پہرے دار اسے ایک
مکان میں لے گیا جس کی ڈیوڑھی میں بڑا سا دروازہ تھا دروازے
کے اندر ایک کوٹھڑی میں اس پہرے دار کی بیوی بستر پر پڑی سر درد
میں ہائے ہائے کر رہی تھی عنبر نے ناگ کی طرف دیکھا ناگ نے فوراً
تھیلے میں سے پتھر کی شیشی نکال کر اسے تھما دی عنبر نے پتھر کی شیشی
کھول کر تیل نکالا اور اس عورت کے ماتھے پر مل دیا تیل نے جادو کا اثر
دکھایا تیل کے ماتھے پر ملتے ہی عورت کا سر درد غائب ہو گیا اور تھوڑی
دیر بعد وہ اٹھ کر بیٹھ گئی اس کا خاوند یعنی پہرے دار تو حیران رہ گیا
کیونکہ وہ دس ماہ میں تمام حکیموں کا علاج کروا چکا تھا اور کوئی فائدہ نہ
ہوا تھا اس نے عنبر کا شکریہ ادا کیا۔

عنبر نے کہا۔

کیا اب ہمیں شہر میں داخل ہونے کی اجازت ہے۔؟

پہرے دار کہنے لگا۔

صرف اجازت ہی نہیں ہے بلکہ اگر تمہیں کسی قسم کی مدد کی ضرورت ہو تو مجھے بتاؤ میں تمہاری ہر طرح کی مدد کروں گا عنبر نے کہا۔

کیوں ناگ ہمیں کسی کی مدد کی ضرورت ہے۔

ناگ نے کہا ہمیں صرف شہر میں داخل ہونے کی ضرورت ہے۔

عنبر اور ناگ شہر میں داخل ہو گئے اجین کا شہر بڑا پرانا شہر تھا مکانوں کی دیواریں پرانی تھیں جگہ جگہ مندر تھے جھیلوں اور باغوں میں پھول کھل رہے تھے شہر کے وسط میں راجہ کا محل تھا جس کے میناروں پر جھنڈے لہرا رہے تھے دونوں دوست پوچھتے پوچھتے ایک سرائے کے باہر پہنچ گئے انھوں نے سرائے کے برہمن مالک سے پوچھا کہ رہنے کو کوٹھڑی مل جائے گی؟ برہمن نے پوچھا۔

کیا تم برہمن ہو۔؟

نہیں۔ ہم برہمن نہیں ہیں۔

یہ تو اچھی بات ہے پھر یہاں سے بھاگ جاؤ۔ تمہارے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔

عنبر اور ناگ ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے اور سرائے کے مالک نے سرائے کا دروازہ بند کرلیا معلوم ہوا کہ وہاں ذات پات اور چھوت چھات کا بڑا زور ہے اور کوئی غیر برہمن کسی برہمن کو ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا۔..........

لال رومال

ریاست اجین پر ایک راجہ کی حکومت تھی۔
یہ راجہ بڑا اکٹر برہمن تھا اور اپنے دربار میں کسی ایسے شخص کو داخل نہیں ہونے دیتا تھا جو برہمن نہ ہو شہر کے ہر محلے میں ایک مکھیا حکومت کرتا تھا جو خود بھی برہمن تھا۔
شہر کے نیچ لوگ اچھوتوں کو شہر سے باہر نکال دیا گیا تھا ان کی بستی شہر سے باہر شمشان بھومی یعنی مردے جلانے والے قبرستان کے پاس تھی وہاں ذات پات کی تقسیم اور چھوت چھات اس قدر زیادہ تھی کہ اگر کسی برہمن ہندو کے ساتھ کوئی اچھوت چھو بھی جاتا تو برہمن فوراً دریائے گنگا پر نہانے چلا جاتا اور اچھوت کو زمین میں زندہ گاڑ دیا جاتا، اگر

کوئی اچھوت غلطی سے کسی مندر میں داخل ہو جاتا تو اس کے دونوں پاؤں کاٹ کر اسے کسی گہری کھائی میں پھینک دیا جاتا۔

بے چارے اچھوتوں کی اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ شہر میں آ کر گھوم پھر سکیں وہ شہر کے باہر والی بستی میں رہتے تھے اور ان کو پوچھنے والا کوئی نہیں تھا ہر سال مذہبی تہوار کے موقع پر برہمن اپنے خاص پجاری کو اس بستی میں بھیجتے وہ اچھوتوں کا سب سے خوب صورت بچہ قربانی کے لئے چن کر لے جاتے بچے کے ماں باپ روتے پیٹتے رہ جاتے مگر ان کی داد فریاد سننے والا کوئی نہ ہوتا سرائے کے مالک سے عنبر اور ناگ نے جب یہ کہا کہ وہ برہمن نہیں ہیں تو یہ انھوں نے سب سے بڑی غلطی کی تھی کیوں کہ کوئی بھی غیر برہمن شہر میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔

لیکن ان کو اس بات کا علم نہیں تھا وہ بڑے مزے سے بازاروں میں گھومتے پھرتے اور رات کے وقت وہ ایک مندر کے باہر جا کر

کھڑے ہو گئے یہاں سانپوں کی پوجا ہوتی تھی ایک موٹے پیٹ والا پجاری مندر کے لیے بھیڑوں کے آگے چارہ ڈال رہا تھا ناگ نے آگے بڑھ کر کہا۔

کیا اس مندر میں رات بسر کرنے کے لئے کوئی جگہ مل سکتی ہے۔

موٹے پجاری نے بڑے غور سے سر سے پاؤں تک ان کو دیکھا اور پوچھا۔

تم لوگ کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔

عنبر نے اسے بتایا کہ وہ وید ہیں اور جڑی بوٹیوں سے علاج کرتے ہیں پجاری ذرا پرے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

کیا تم برہمن نہیں ہو۔؟

وہ کیا ہوتا ہے۔ پہلے بھی ایک سرائے کے مالک نے ہم سے یہی پوچھا تھا۔

پجاری کہنے لگا۔

اگر تم برہمن نہیں ہو تو فوراً اس شہر سے نکل جاؤ نہیں تو تم کو زندہ زمین میں دفن کر دیا جائے گا بھاگو.......... بھاگو یہاں سے........

عنبر اور ناگ سوچ میں پڑ گئے انھوں نے سوچا کہ آخر وہ کہاں در بدر مارے مارے پھرتے رہیں گے کیوں نہ اس پجاری کی منت سماجت کر لی جائے ناگ نے کہا بابا ہم غریب پردیسی لوگ ہیں ہم اس شہر کی بڑی تعریف سن کر یہاں آئے ہیں کچھ روز شہر کی سیر کر کے واپس چلے جائیں گے آپ ہمیں مندر میں دو چار روز ٹھہرنے کی اجازت دے دیں آپ کی بڑی مہربانی ہو گی پجاری نے جھڑک کر کہا۔

کہہ جو دیا کہ جو برہمن نہیں اس کے لئے یہاں کوئی جگہ نہیں میں اپنے مندر کو تم لوگوں سے ناپاک نہیں کروانا چاہتا ناگ دیوتا ناراض ہو جائے گا۔

ناگ نے کہا۔

میں ناگ دیوتا کو منا لوں گا بابا!

بکواس بند کرو۔ پجاری چیخ اٹھا تم کون ہوتے ہو ہمارے ناگ دیوتا کا نام لینے والے؟ تم برہمن نہیں ہو تم جانور ہو ملیچھ ہو اگر تم یہاں سے نہ ہلے تو میں تم پر سانپ چھوڑ دوں گا۔

ناگ بولا۔

بے شک ہم پر زہریلے سانپ چھوڑ دو۔ ہم یہاں سے نہیں ہلیں گے۔

اچھا تو ابھی مزہ چکھائے دیتا ہوں۔

اب وہاں دوسرے لوگ بھی جمع ہو گئے تھے انہوں نے بھی عنبر اور ناگ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا تھا کسی نے کہا یہ جانور ہیں انھیں زندہ زمین میں گاڑ دو کسی نے کہا یہ اچھوت ہو کر ہمارے مقدس مندر میں آئے ہیں ان کے پاؤں کاٹ دو کسی نے کہا ان پر زہریلے سانپ

چھوڑ دو۔

پجاری بولا۔

لوگو! یہ اچھوت ہیں انھوں نے ہمارے مندر میں آنے کی جرات کی ہے ان کو اس گناہ کی سزا ملے گی۔

پجاری نے ایک نوکر کو اشارہ کیا نوکر اندر سے ایک مرتبان لے آیا جو بڑے زہریلے سانپوں سے بھرا ہوا تھا۔

اب بھی یہاں سے دفع ہو جاؤ اگر تم نے اپنی ضد نہ چھوڑی تو تم پر یہ سارے زہریلے سانپ چھوڑ دیئے جائیں گے بولو کیا کہتے ہو یہاں سے جاتے ہو یا نہیں؟ ناگ نے مسکرا کر کہا۔

نہیں............ہم نہیں جائیں گے۔

تو پھر اپنے انجام کے لئے تیار ہو جاؤ۔

یہ کہہ کر پجاری نے مرتبان کو زمین پر الٹ دیا اس میں سے کتنے ہی

زہریلے سانپ نکل کر فرش پر رینگنے لگے ان میں ایک بڑا سانپ بھی تھا جو اپنا پھن پھیلا کر کھڑا تھا سارے سانپ ناگ کی طرف اور عنبر کی طرف بڑھنے لگے بڑا سانپ عنبر اور ناگ کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا اور جھومنے لگا مگر ناگ اور عنبر ذرا بھی نہ ڈرے وہ اپنی جگہ پر کھڑے مسکرانے لگے تھے پھر ناگ نے آگے ہاتھ بڑھایا اس کا ہاتھ بڑھانا تھا کہ ناگ نے اپنا پھن سمیٹ لیا اور زمین پر بیٹھ گیا دیکھتے دیکھتے وہاں سارے سانپ زمین کے ساتھ لگ کر ایک جگہ بیٹھ گئے۔

پجاری اور لوگ بڑے حیران تھے کہ یہ کیا عجوبہ شے ہو رہی ہے کیوں کہ وہ سارے کے سارے سانپ بے حد زہریلے اور سنگ دل سانپ تھے انھوں نے کبھی کسی شخص کو معاف نہیں کیا تھا وہ ہر ایک کو بے دریغ ڈس لیا کرتے تھے لیکن اس وقت وہ عنبر اور ناگ کے سامنے بھیگی بلی بنے بیٹھے تھے ناگ نے ہاتھ آگے بڑھا کر بڑے پھن دار

سانپ کو ہاتھ میں پکڑ کر لہرایا اور پجاری کے اوپر پھینک دیا پجاری چیخ مار کر پیچھے ہٹا مگر سانپ اس کی گردن کے گرد لپٹ چکا تھا لوگ ادھر اُدھر بھاگ گئے پجاری کا رنگ زرد ہو گیا اسے پسینے آگئے ناگ نے کہا۔

اس وقت تمہاری موت اور زندگی میرے ہاتھ میں ہے اگر میں سانپ کو ذرا سا بھی اشارہ کر دوں تو وہ تمہیں ایک پل کے اندر اندر ڈس کر ہلاک کر دے گا بولو ہمیں مندر میں رہنے کو جگہ دیتے ہو یا نہیں۔؟

پجاری نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

تمہیں اجازت ہے تم میری کوٹھڑی میں آ کر ٹھہر سکتے ہو بھگوان کے لئے مجھے اس سانپ سے نجات دلاؤ میں تمہارے پاؤں پڑتا ہوں۔

ناگ نے آگے بڑھ کر پجاری کے گلے سے سانپ کو اتار لیا اور زمین پر پھینک دیا بڑا سانپ اپنے آپ رینگتا ہوا مرتبان کے اندر چلا گیا

اس کو دیکھ کر باقی چھوٹے سانپ بھی اس کے پیچھے پیچھے مرتبان میں گھس گئے۔

دونوں دوستوں کو مندر میں ایک کوٹھڑی رہنے کے لئے مل گئی سارا دن وہ شہر میں سیر کرتے اور رات کو کوٹھڑی میں آ کر سو جاتے ادھر ماریا کی سہیلی شانتا بھی کسی وقت دن میں شمشان سے باہر نکل کر شہر میں چکر لگا کر عنبر اور ناگ کو تلاش کرتی اور پھر واپس اپنے گھر چلی جاتی ایک روز ماریا بھی اس کے ساتھ شہر کی سیر کو گئی مگر اسے اپنے بھائی نظر نہ آئے۔

اب زرتاش ٹھگ کی بھی سنیئے۔

وہ وارانا شی میں راجہ کے دربار میں پہنچ گیا اس کے اس مرتبان میں سانپ تو نہیں تھا مگر جھوٹے جواہرات بھرے ہوئے تھے اس نے راجہ کے دربار میں جھک کر سلام کیا اور کہا۔

اے راجہ! مہاراجہ! میں ملک یمن سے آپ کے لئے ایسے ایسے جواہرات لایا ہوں کہ جس کی مثال ساری دنیا میں نہیں مل سکتی۔

راجہ نے خوش ہو کر کہا۔

ضرور دکھاؤ جوہری۔ ہمیں سچے جواہرات کی بہت تلاش ہے، ہم اپنی نئی رانی کو جواہرات کا تحفہ پیش کرنا چاہتے ہیں زرتاش ٹھگ نے جواہرات مرتبان میں سے نکال کر راجہ کے آگے پھیلا دیئے اگرچہ وہ سارے کے سارے جواہرات نقلی تھے لیکن ان کی چمک دمک بہت زیادہ تھی راجہ کے وزیر نے جواہرات دیکھ کر کہا۔

مہاراج! یہ جواہرات تو بڑے خوب صورت ہیں میں نے ایسے ہیرے اپنی ساری زندگی میں نہیں دیکھے۔

راجہ نے زرتاش ٹھگ سے کہا۔

ہمیں یہ جواہرات پسند ہیں جوہری! ہم اس کے عوض تمہیں بہت سا

انعام دیں گے۔

راجہ نے اشارہ کیا ایک غلام سونے کی اشرفیوں سے بھرا ہوا تھیلا لایا

راجہ نے کہا۔

یہ سونے کی اشرفیوں کا تھیلا جوہری کو دے دیا جائے زرتاش ٹھگ تھیلا لے کر واپس اپنی سرائے میں آ گیا اس نے کھول کر دیکھا تھیلا سونے کی قیمتی اشرفیوں سے بھرا ہوا تھا وہ بہت خوش ہوا کیوں کہ دو پیسے کے جواہرات کے عوض اسے بہت دولت مل گئی تھی اب وہ یہی چاہتا تھا کہ کسی طرح رات ہو جائے اور وہ وہاں سے نکل جائے زرتاش وہاں سے بھاگنے کی تیاری کر رہا تھا کہ اچانک اس نے راجہ کے وزیر کو اپنے کمرے میں داخل ہوتے دیکھا۔

آیئے وزیر صاحب۔ فرمایئے! میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔

وزیر نے بڑی مکاری سے مسکرا کر کہا۔

تم میری یہی خدمت کر سکتے ہو کہ ان اشرفیوں میں سے آدھی

اشرفیاں مجھے دے دو۔

زرتاش نے حیران ہو کر پوچھا۔

وہ کس خوشی میں وزیر صاحب؟

وہ اس خوشی میں کہ تم نے راجہ کو جو ہیرے جواہرات دیئے ہیں وہ

سارے کے سارے جعلی ہیں اور مجھے اس کا علم ہے۔

نہیں..........نہیں وزیر صاحب۔ آپ کو کسی نے غلط کہا ہے وہ

جواہرات تو سارے کے سارے اصلی ہیں اور بڑے قیمتی ہیں۔

وزیر نے زرتاش کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا تم راجہ کو الو بنا سکے

ہو مگر مجھے نہیں یاد رکھو اگر تم نے مجھے میرا حصہ نہ دیا تو میں ابھی جا کر

راجہ کو بتا دوں گا کہ تم نے اسے جعلی ہیرے دیے ہیں اور پھر تمہارا جو

حشر ہو گا اسے تم اچھی طرح جانتے ہو اس لئے بہتر یہی ہے کہ سونے

کی اشرفیوں میں سے آدھی اشرفیاں میرے حوالے کر دو۔

زرتاش ٹھگ سمجھ گیا کہ وزیر بغیر حصہ لیے اس کا پیچھا نہیں چھوڑے گا چنانچہ اس نے دل ہی دل میں وزیر سے چھٹکارا حاصل کرنے کا فیصلہ کر لیا اس نے کہا۔

بہت بہتر وزیر صاحب آپ جیتے میں ہارا لیکن میں اس جگہ آپ کے ساتھ سودا نہیں کر سکتا آپ گھر تشریف لے چلیں میں دوپہر کے بعد حاضر ہو کر آپ کا حصہ بڑے ادب سے آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔

اور اگر تم نہ آئے تو۔

تو پھر آپ بڑی خوشی سے راجہ سے کہہ کر میری گردن کٹوا سکتے ہیں۔

میں تمہارا گھر پر انتظار کروں گا۔

میں دوپہر کے بعد ضرور پہنچ جاؤں گا۔

وزیر چلا گیا تو زرتاش ٹھگ گہری سوچ میں ڈوب گیا آخر وہ اپنے پہلے والے فیصلے پر قائم رہا اس نے سرخ رومال جیب میں ڈالا اشرفیوں کا تھیلا پلنگ کے نیچے چھپا کر ایک دوسرے تھیلے میں کنکر روڑے بھرے اور وزیر کے محل کی طرف روانہ ہو گیا وہ جس دروازے میں سے اندر داخل ہوا تھا اتفاق سے وہاں کوئی پہرے دار نہیں تھا چنانچہ کسی نے اسے اندر گھستے نہ دیکھا۔

وہ وزیر کے کمرے میں آ گیا۔

وزیر بڑی بے چینی سے ٹہل رہا تھا وہ زرتاش ٹھگ کا انتظار کر رہا تھا اس کا خیال تھا کہ زرتاش ٹھگ اسے آدھی دولت ضرور دے گا مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ زرتاش ایک نامی گرامی ڈاکو ہے جو دولت کی خاطر لوگوں کو قتل کر دیتا ہے پھر وہ بھلا کیسے اسے آدھی دولت دے سکتا تھا زرتاش کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر وزیر خوش ہو گیا اس نے

اسے کرسی پر بٹھایا اور کہا۔

مجھے خوشی ہوئی ہے کہ تم وعدے کے بڑے سچے ہو میرا خیال تھا کہ تم نہیں آؤ گے لیکن اگر تم نہ آتے تو میں بھی جا کر راجہ کو ساری بات بتا دیتا اور پھر تمہاری گردن اڑا دی جاتی۔

زرتاش نے ہنس کر کہا۔

وزیر صاحب۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں آپ سے وعدہ کرتا اور پھر حاضر نہ ہوتا یہ تو آدھی دولت ہے بھگوان کی قسم! اگر آپ کو خوش کرنے کے لئے مجھے اپنی جان بھی دینی پڑے تو ہر گز ہر گز پروانہ کرتا۔

وزیر تو پھول کر کپا ہو گیا اپنی تعریف سن کر وہ بڑا خوش ہوا پھر اس نے زرتاش ٹھگ سے کہا۔

میرا خیال ہے کہ اب تمہیں تھیلا کھول کر میرے حصے کی اشرفیاں میرے حوالے کر دینی چاہیں۔

ضرور! ضرور! مگر ایک ذرا سی تکلیف دینا چاہتا ہوں آپ کو۔

کہو کہو! میری تکلیف کی پرواہ نہ کرو۔

زرتاش نے کہا۔

میری خواہش ہے کہ یہ اشرفیوں سے بھرا ہوا تھیلا آپ اپنے مبارک ہاتھوں سے خود کھولیں اور اپنے حصے کی اشرفیاں گن کر الگ کر لیں۔

جیسے تمہاری مرضی۔

وزیر آگے بڑھا وہ جھک کر تھیلے کی رسیاں کھولنے لگا اس عرصے میں زرتاش ٹھگ اٹھ کر وزیر کے پیچھے ہو گیا تھا وزیر تھیلے کی گرہ کھول رہا تھا زرتاش ٹھگ نے جیب سے سرخ رومال نکال کر ایک ہاتھ میں پکڑ لیا۔

پھر وہ جھکے ہوئے وزیر پر تھوڑا سا جھکا اور بجلی ایسی تیزی کے ساتھ اس نے وزیر کے گلے میں رومال ڈالا اور اس سے پہلے کہ وزیر اٹھ کر

زرتاش کو پکڑتا اس نے زور سے ایک جھٹکا دیا اور دوسرے لمحے وزیر
کی گردن کا منکا ٹوٹ چکا تھا وہ بے جان ہو کر گر پڑا۔
زرتاش ٹھگ نے وزیر کی لاش کو ٹھکانے لگانے کے بارے میں سوچا
پہلے اسے خیال آیا کہ کیوں نہ اسے دریائی نالے میں پھینک دیا جائے
پھر اس نے سوچا کہ اگر وہ وزیر کی لاش کو کمرے میں ہی پڑا رہنے دے
تو کسی کو اس پر شک نہیں ہو سکتا کیوں کہ کسی نے اسے محل کے اندر
داخل ہوتے نہیں دیکھا چنانچہ زرتاش نے وزیر کی لاش کو وہیں چھوڑا
اور چوری چوری محل سے باہر نکل کر اپنے گھر گیا۔
شام کو سارے شہر میں وزیر کی موت کی خبر پھیل گئی راجہ نے بھی سیاہ
لباس پہن لیا چالیس روز تک شہر میں سوگ منایا گیا زرتاش کو بھی
مجبوراً راجہ کی خوشی کی خاطر وہاں ٹھہرنا پڑا چالیس دنوں کے بعد
زرتاش ٹھگ نے راجہ سے اجازت طلب کی اور سونے کی اشرفیاں

اونٹ پر لاد کر وارا ناشی اپنے دریائے چمبل والے جنگلوں کی طرف روانہ ہو گیا اس دریا کنارے والے جنگل میں اس کی کمین گاہ تھی جہاں اس کے ساتھ ڈاکو اور ٹھگ رہتے تھے۔

بچے کی قربانی

زرتاش ٹھگ کا ساتھی گووندا جین آگیا۔

وہ اجین کے ایک مشہور جوہری کے ہاں زرتاش کے جواہرات بیچنے آیا تھا اسے دو روز اجین میں ٹھہرنا پڑا ایک دن وہ بازار سے گزر رہا تھا کہ اس کی نظر ماریا پر پڑ گئی ماریا اکیلی ہی ٹوکری میں پھل رکھے واپس قبرستان والے مکان کی طرف جا رہی تھی گووند نے اس کا پیچھا کیا دوسرے روز وہ کسی بہانے بابا کی جھونپڑی میں پہنچ گیا وہاں سوائے ماریا اور شانتا کے اور کوئی نہیں تھا گووند نے باتوں ہی باتوں میں معلوم کر لیا کہ ماریا کو اپنے بھائیوں کی تلاش ہے اس نے بڑی

کیا تمہارے بھائیوں کے نام عنبر اور ناگ تو نہیں؟

ماریا خوشی سے اچھل پڑی۔

ہاں یہی نام ہیں کیا تم نے انھیں دیکھا ہے بھائی؟

گووند نے یہ نام شانتا سے معلوم کر لیے تھے اس نے مسکرا کر کہا۔

اری لڑکی تو تو خواہ مخواہ ماری ماری پھر رہی ہے تمہارے بھائی تو ایک ماہ سے ہمارے گاؤں میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔

کہاں ہے تمہارا گاؤں بھائی؟

یہاں سے کوئی ایک دن کے فاصلے پر ہے اگر تم چاہو تو میرے ساتھ چلی چلو میں کل صبح جا رہا ہوں............

شانتا نے کہا۔

ہاں ماریا یہاں کب تک انتظار کرو گی اس کے ساتھ چلی جاؤ۔

ماریا نے سب سے بڑی غلطی یہ کی کہ بھائیوں کی محبت کے جوش میں

وہ بغیر سوچے سمجھے گووند کے ساتھ اس کے ساتھ گاؤں جانے پر تیار ہو

گئی گووند اگلے روز آنے کا وعدہ کر کے چلا گیا اس نے شانتا کو اپنے

ساتھ ملا لیا تھا شانتا نے مکاری سے کہا۔

ماریا بہن! اس وقت یہ سنہری موقع ہے کہ تمہیں تمہارے بھائی مل

سکتے ہیں اگر تم نے بابا سے بات کی یا اجازت لی تو وہ تمہیں اکیلی

جانے کی اجازت نہیں دے گے اور پھر تم کبھی اپنے بھائیوں سے نہیں

مل سکو گی اس لئے بہتر یہی ہے کہ کل تم چپکے سے گووند کے ساتھ چلی

جاؤ۔ میں گووند کو جانتی ہوں وہ بڑا شریف لڑکا ہے باقی جو کچھ ہو گا میں

سنبھال لوں گی میں بابا سے کہہ دوں گی کہ ماریا کا ایک بھائی آ گیا تھا

اور وہ اسے اپنے ساتھ لے گیا ہے۔

ماریا کو شانتا کی یہ تجویز دل سے پسند آئی اس نے کہا ٹھیک ہے شانتا

میں کل گووند کے ساتھ چپکے سے نکل جاؤں گی۔

کالا طوفان

اگلے روز گووند قبرستان سے باہر والی دیوار کے پاس پہنچ گیا۔

شانتا نے ماریا کو تیار کر رکھا تھا گووند نے ماریا کو ایک الگ گھوڑے پر بٹھا دیا خود بھی گھوڑے پر سوار ہو کر اس کے ساتھ ہوا اور شہرا جین کو چھوڑ کر وہ بظاہر اپنے گاؤں کی طرف اور حقیقت میں دریائے چمبل کے کنارے ٹھگوں کی کمین گاہ کی سمت روانہ ہو گئے سارا دن وہ دریا کے کنارے چلتے رہے راستے میں ایک جگہ بیٹھ کر انھوں نے کھانا کھایا ماریا نے پوچھا کہ گاؤں کب آ رہا ہے؟ گووند نے یہی کہا کہ بس آنے ہی والا ہے۔

آخر ایک مقام پر پہنچ کر وہ دریا کو چھوڑ کر جنگل میں داخل ہو گئے اب ماریا کو فکر ہوئی کہ کہیں اس کے ساتھ دھوکہ تو نہیں ہو رہا کیوں کہ وہ ان جنگلوں میں سے گزر چکی تھی اور اسے معلوم تھا کہ وہاں کوئی گاؤں نہیں ہے اس نے گووند کی طرف دیکھ کر کہا۔

کیا تم میرے ساتھ دھوکہ تو نہیں کر رہے۔

گووند نے کہا۔

ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ وہ دیکھو درختوں کے اس پار میرا گاؤں ہے

بس اب تو ہم منزل پر پہنچنے والے ہیں تم تو یونہی گھبرا رہی ہو۔

ماریا نے درختوں میں سے دیکھا وہاں بستی تو کوئی نہیں تھی البتہ ایک

ویران محل کے کھنڈر ضرور دکھائی دے رہے تھے گووند ماریا کو اس کھنڈر

میں لے گیا یہاں اس کے ساتھی موجود تھے ماریا ان ڈاکوؤں کو دیکھ کر

چیخ مار کر بے ہوش ہو گئی جب اسے ہوش آیا تو وہ ایک پتھر پر لیٹی ہوئی

تھی اور اس کے سرہانے ایک بوڑھی عورت بیٹھی اسے پنکھا جھل رہی

تھی ماریا نے نقاہت بھری آواز میں کہا۔

ماں جی میں کہاں ہوں۔؟

اس عورت کا چہرہ بڑا سنگ دل تھا وہ خود کوئی بہت بڑی چڑیل لگتی تھی

اس نے زور سے ماریا کے منہ پر تھپڑ مار کر کہا۔

بکواس بند کرو۔ خبردار! جو زبان سے ایک لفظ بھی نکالا شام کو گووند نے آ کر ماریا کو دودھ اور چاول دیئے بے چاری ماریا کا بھوک سے دم نکلا جا رہا تھا مجبوراً دو چار نوالے زہر مار کیے اور ہاتھ جوڑ کر گووند سے پوچھا۔

بھائی! کے لئے مجھے بتاؤ کہ تم مجھے یہاں کیوں اور کس لیے لائے ہو۔

گووند نے قہقہہ مار کر کہا۔

تمہیں یہ پوچھنے کا حق نہیں ہے سنو میں نے تمہیں اغوا کر لیا ہے اب تم یہاں سے قدم بھی باہر نہیں رکھ سکتیں یہاں سے ایک رات ایک دن کے سفر پر ایک پہاڑی پر راجہ سنگرام کا قلعہ ہے راجہ نے مجھ سے کہا تھا کہ اگر میں اسے نیلی آنکھوں والی کنیز لا کر دوں تو وہ مجھے ایک لاکھ سونے کی اشرفیاں دے گا بس میں تمہیں راجہ کے حوالے کر دوں گا اور

اس سے انعام لوں گا یہ میں تمہیں بتا دوں کہ اگر تم ساری زندگی بھی کوشش کرتی رہو تو یہاں سے فرار نہیں ہو سکتیں اس لئے یہ جرائت کبھی نہ کرنا۔

ماریا سر پکڑ کر بیٹھ گئی بے چاری اپنے بھائیوں کی تلاش میں کہاں سے کہاں پہنچ گئی تھی اور ابھی خدا جانے اس کی قسمت میں کہاں کہاں کی ٹھوکریں کھانی لکھی تھیں وہ سمجھ گئی کہ وہ بڑے ظالم ڈاکوؤں کے قبضے میں ہے اور وہاں سے نکل کر کہیں نہیں جا سکتی اس پر بڑا سخت پہرہ لگایا گیا تھا اگر وہ اس کھنڈر سے نکل سکتی تو ہو سکتا تھا کہ وہ جنگل میں سے چھپتی چھپاتی جین پہنچ جاتی مگر اجین میں بھی اس کا کون تھا منہ بولی بہن شانتا نے اس کے ساتھ غداری کی تھی اب سوائے اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ صبر کر کے بیٹھ جائے اور حالات کے رخ بدلنے کا انتظار کرے۔

زرتاش ٹھگ ایک کام سے کسی ریاست میں گیا ہوا تھا وہ واپس آیا تو گووند نے اسے ماریا کے بارے میں بتایا کہ وہ اسے راجہ سنگرام کے پاس لے جا رہا ہے زرتاش ٹھگ بڑا خوش ہوا کہ گووند نے اتنا اچھا شکار مارا کہ جس کے عوض اسے لاکھوں اشرفیاں ملنے والی تھیں ماریا نے زرتاش ٹھگ کے آگے بھی رحم کی بھیک مانگنے کی کوشش کی لیکن زرتاش نے ماریا کو بالوں سے پکڑ کر زمین پر دھکا دے دیا اور ڈانٹ کر کہا۔

خبردار! اگر پھر مجھ سے رحم کی بھیک مانگی میں رحم کے نام سے ناواقف ہوں میرا کام تم ایسی لڑکیوں کو ایک پل میں ہلاک کرنا ہے۔

ماریا سہم کر بیٹھ گئی۔

تیسرے روز انھوں نے ماریا کی مشکیں کس کر اسے گھوڑے کے اوپر ڈالا گووند کے ساتھ چار ڈاکو تھے اور راجہ سنگرام کے قلعے کی طرف

روانہ ہو گئے راجہ سنگرام کا قلعہ وہاں سے کافی دور تھا اور راستہ بڑا دشوار گزار تھا ایک کچی پگ ڈنڈی پہاڑیوں اور ٹیلوں کے درمیان سے ہو کر اوپر کو جاتی تھی سارا دن سفر کرنے کے بعد رات کو انھوں نے ایک جگہ پڑاؤ ڈال دیا۔

ماریا کی مشکیں کھول دی گئیں اس کو کھانا دیا گیا۔ ماریا نے زہر مار کر کے کھانا کھایا اور سوچنے لگی کہ وہاں سے کیسے بھاگے اس کا خیال تھا کہ جب سب لوگ سو جائیں گے تو وہاں سے بھاگ جائے گی مگر ڈاکوؤں نے رات وہاں قیام کرنے کی بجائے کھانا کھا کر تھوڑی دیر آرام کیا اور دوبارہ سفر شروع کر دیا ماریا کے ہاتھ پاؤں پھر رسی سے باندھ دیئے گئے۔

جنگل میں ہلکی ہلکی چاندنی پھیلی ہوئی تھی ماریا اپنے بھائیوں کو یاد کر کے چپکے چپکے آنسو بہا رہی تھی اسی طرح وہ ساری رات جنگل میں سفر

کرتے رہے صبح کے اجالے کے ساتھ سامنے پہاڑی کے اوپر سنگرام
کے قلعے کی دیوار نظر آنی شروع ہوگئی ڈاکوؤں نے پہاڑی کی چڑھائی
پر چڑھنا شروع کردیا ایک پہر دن چڑھائی میں ہی گزر گیا جس وقت
یہ لوگ راجہ سنگرام کے قلعے کے باہر پہنچے تو انھیں سپاہیوں نے روک لیا
گووند نے آگے بڑھ کر ایک خاص انگوٹھی پہرے دار کو دکھائی انگوٹھی
گووند کو خاص طور پر راجہ نے دے رکھی تھی اور حکم دیا تھا کہ جو کوئی بھی
وہ انگوٹھی دکھائے اسے فوراً محل کے اندر آنے کی اجازت دی جائے۔
پہرے دار بھی انگوٹھی دیکھ کر ادب سے پرے ہٹ کر کھڑے ہوگئے۔
گووند ماریا اور اپنے ساتھیوں کو لے کر قلعے کے اندر داخل ہوگیا قلعے
کی ڈیوڑھی میں پہنچ کر اس نے ماریا کے ہاتھوں اور پاؤں کی رسیاں
کھول دیں قلعے کے اندر انھیں ایک کمرہ دے دیا گیا گووند نے منہ
ہاتھ دھویا ماریا کو بھی غسل کے بعد نئے کپڑے پہنائے اور اسے

ساتھ لے کر راجہ کے محل کی طرف چل پڑا راجہ کے محل پر بھی زبردست پہرہ تھا مگر جادو کی انگوٹھی نے یہاں بھی اپنا کام دکھایا انگوٹھی کی شکل دیکھ کر ہی سپاہیوں نے دروازہ کھول دیا۔

راجہ اپنے خاص کمرے میں اپنے وزیر خاص کے ساتھ کسی مسئلے پر بات چیت کر رہا تھا جب اسے خبر ملی کہ گووند ایک نیلی آنکھوں والی لڑکی کے ساتھ آیا ہے تو اس نے فوراً وزیر کو رخصت کر دیا اور پہرے دار سے کہا۔

گووند کو اندر بھیج دیا جائے۔

تھوڑی دیر بعد گووند ماریا کو لے کر راجہ سنگرام کے کمرے میں داخل ہوا راجہ تو ماریا کی نیلی آنکھوں کو دیکھ کر بے حد خوش ہوا اس نے ماریا کی نیلی آنکھوں میں جھانک کر کہا۔

بالکل اصلی ہیں ایک دم اصلی ہیں۔

سرکار بڑی تلاش کے بعد آپ کے لئے ہیرا ڈھونڈ کر لایا ہوں۔

راجہ کہنے لگا۔

گوند تم نے جس قدر محنت کی ہے ہم تمہیں اس سے زیادہ انعام دیں گے تم نے ہمارے لیے جو کنیز تلاش کی ہے ہمیں اس کنیز کی ضرورت تھی مہارانی بھی اس کنیز کو دیکھ کر بہت خوش ہو گی۔

گووند بولا۔

مہاراج آپ کی اور مہارانی کی خدمت کرنا تو ہمارا فرض ہے۔

راجہ کہنے لگا۔

ہم ابھی اسی وقت تمہیں انعام دیں گے۔

راجہ نے تالی بجا کر ایک غلام سے کہا کہ ایک لاکھ اشرفیوں سے بھرا ہوا توڑا فوراً لایا جائے راجہ کے حکم کی دیر تھی کہ وہاں غلاموں نے اشرفیوں سے بھرا ہوا توڑا لا کر رکھ دیا راجہ نے گووند سے کہا۔

گووند! یہ تمہارا انعام ہے ایک لاکھ سونے کی اشرفیاں کاش ہم اس سے زیادہ تمہیں انعام دے سکتے بہر حال اس کو قبول کرو ہمیں امید ہے کہ آئندہ بھی تم اسی طرح ہمارے کام آتے رہو گے ہم اپنے محل کو نیلی آنکھوں والی کنیزوں سے بھر دینا چاہتے ہیں تاکہ دوسرے راجاؤں کو یہ کہنے کی جرائت نہ ہو کہ راجہ سنگرام کے محل میں بدشکل کنیزیں ہیں۔

گووند نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

مہاراج بھگوان نے چاہا تو آپ کے محل کی کنیزوں کو لوگ دور دور سے دیکھنے آیا کریں گے آپ کے محل کا چرچا گلی گلی، شہر شہر، ہو گا۔

گووند نے ماریا کو راجہ سنگرام کے غلاموں کے حوالے کیا اور خود اسی روز شام کو وہاں سے نکل کر اپنی جنگل والی کمین گاہ کی طرف روانہ ہو گیا ماریا کو راجہ کے محل میں داخل کر دیا گیا وہاں دوسری کنیزیں بھی تھی

مگر سب کی کالی آنکھیں تھیں صرف ماریا کی آنکھیں نیلی تھیں اس
لیے اس کی بہت حفاظت کی جاتی تھی اسے اتنی بھی اجازت نہ تھی کہ وہ
محل سے باہر بھی جھانک سکے راجہ کو ڈر تھا کہ کہیں یہ کنیز بھاگ نہ
جائے جہاں وہ رہتی تھی اس کے اردگرد چوبیں گھنٹے تلوار لیے سپاہی
پہرہ دیتے رہتے تھے ماریا جیتے جی قید میں پڑ گئی تھی وہ اپنے بھائیوں
کو یاد کر کے دن رات آنسو بہاتی رہتی مگر اسکے بھائیوں کو اس کی
حالت کا کوئی علم نہ تھا۔

عنبر اور ناگ اجین کے مندر میں رہ رہے تھے۔

شانتا نے بابا کو یہی بتایا تھا کہ ماریا اپنے آپ کہیں بھاگ گئی ہے
بابا صبر کر کے بیٹھ گیا کرنا خدا کا کیا ہوا کہ خدا نے شانتا کے گھر ایک لڑکا
دے دیا یہ لڑکا بڑا ہی خوب صورت تھا شانتا اچھوت تھی اسے معلوم تھا
کہ اگر راجہ کو اور مندر کے پجاریوں کو معلوم ہو گیا کہ شانتا کے ہاں

ایک بڑا ہی خوب صورت بچہ پیدا ہوا ہے تو وہ اسے چھین کر لے جائیں گے اور ناگ دیوتا پر قربان کر دیں گے اس نے اپنے بچے کو گھر کے اندر چھپا لیا وہ اسے کبھی لے کر گھر سے باہر نہیں نکلتی تھی مگر یہ بات چھپی نہ رہ سکی کسی نے مندر کے بڑے پجاری کو جا کر بتا دیا کہ شمشان بھومی والے اچھوت بابا کی لڑکی شانتا کے گھر ایک بہت خوبصورت لڑکا پیدا ہوا ہے پجاری بڑا خوش ہوا کیونکہ قربانی کا دن قریب آ رہا تھا اور اسے ابھی تک کسی اچھوت کا خوب صورت بچہ نہیں ملا تھا راجہ نے کہہ دیا تھا کہ اگر کوئی خوب صورت بچہ نہ ملا تو مجبوراً پجاری کے بیٹے کو قربان کر دیا جائے گا۔

اب جو پجاری نے یہ سنا کہ شانتا نام کی ایک اچھوت عورت کے ہاں خوب صورت لڑکا پیدا ہوا ہے تو وہ خوشی سے نہال ہو گیا اس نے راجہ کو اطلاع کر دی راجہ نے سپاہیوں کا دستہ پجاری کے ساتھ کیا اور انھوں

کالا طوفان

نے اچانک شانتا کے گھر پر حملہ کر کے بچے کو چھین لیا شانتا روتی چلاتی
رہ گئی مگر سپاہیوں پر کوئی اثر نہ ہوا پجاری نے ٹھوکر مار کر شانتا کو دور کر
دیا اور اس کا بچہ لے کر واپس مندر میں آ گئے مندر میں آ کر بچے کو
دریائے گنگا کے پانی سے غسل دیا گیا اس پر خوشبوئیں چھڑکیں گئیں
اسے پاک کیا گیا اور پھر ایک پرانی پجارن عورت کے حوالے کر دیا گیا
جس نے بچے کی دیکھ بھال شروع کر دی۔

جس کوٹھڑی میں بچے کو رکھا گیا تھا وہاں کوئی چڑیا بھی پر نہیں مار سکتی تھی
راجہ کا حکم تھا کہ بچے کو قربانی کے روز تک اسی کوٹھڑی میں رکھا جائے
شانتا کا برا حال ہو رہا تھا آخر وہ اپنے بچے کی ماں تھی ماں کیسے
برداشت کر سکتی ہے کہ اس کے بچے کو دیوتا کے بت کے آگے ڈال کر
قتل کر دیا جائے مگر راجہ کے سامنے وہ کچھ نہ کر سکتی تھی وہ سارا دن بے
ہوش رہی ہوش آیا تو رونے لگی اپنے بچے کو آوازیں دینے لگی اس کے

باپ نے بیٹی کو بڑا دلاسہ دیا کہ بھگوان کو یہی منظور تھا مگر شانتا کو کیسے صبر آتا۔

چنانچہ ایک رات کو وہ اپنی کوٹھڑی سے نکلی اور مندر کی طرف روانہ ہو گئی اس نے سوچ رکھا تھا کہ وہ یا تو مر جائے گی یا بچے کو ظالم پجاری سے چھین کر لے آئے گی وہ اندھیرے میں چھپتی چھپاتی مندر تک پہنچ گئی ابھی وہ ڈیوڑھی سے باہر ایک چٹان کے پیچھے کھڑی اندر جانے کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ وہاں سے عنبر اور ناگ کا گزر ہوا انھیں معلوم ہو چکا تھا کہ پجاری نے کسی اچھوت عورت کا بچہ قربانی کے لئے حاصل کر لیا ہے وہ اس قربانی کے سخت خلاف تھے اور سوچ رہے تھے کہ بچے کو کس طرح بچایا جائے انھوں نے جو ایک عورت کو چٹان کے پیچھے چھپتے دیکھا تو اس کے پاس آ گئے شانتا انھیں دیکھ کر ڈر گئی عنبر نے اسے تسلی دے کر کہا۔

گھبراؤ نہیں ہمیں بتاؤ تم یہاں کیوں آئی ہو؟ تمہیں کس چیز کی تلاش ہے۔؟

شانتا رونے لگی اس نے روتے ہوئے عنبر اور ناگ کو ساری داستان غم سنا ڈالی عنبر اور ناگ کے دل پر بڑا اثر ہوا عنبر نے کہا۔

بہن! ہمیں بھی اپنا بھائی سمجھو ہم تمہاری ہر طرح سے مدد کریں گے تم فکر نہ کرو ہماری ایک بہن تھی ماریا وہ ہم سے بچھڑ گئی مگر ہم تمہیں بھی اپنی بہن ہی سمجھ کر تمہارے کام آئیں گے۔

ماریا کا نام سن کر شانتا کی چیخ نکل گئی۔

بھگوان نے میرے گناہ کی مجھے سزا دی ہے بھائیو! مجھے معاف کردو میں نے روپے کے لالچ میں تمہاری بہن ماریا کو ایک ڈاکو گووند کے حوالے کردیا تھا۔

عنبر اور ناگ حیران رہ گئے۔

یہ تم کیا کہہ رہی ہو بہن؟

شانتا نے کہا۔

میں سچ کہہ رہی ہوں بھائی وہ بے چاری تم لوگوں کی تلاش میں جنگل

جنگل بھٹکتی میرے پاس آئی میں نے لالچ کیا اور غداری کی بھگوان

نے مجھے سزا دی تم مجھے معاف کر دو بھگوان کے لئے معاف کر دو۔

میں پچھتا رہی ہوں کہ میں نے ایسا کیوں کیا کاش میں مار یا سے نیک

سلوک کرتی ناگ نے پوچھا۔

کیا تمہیں معلوم ہے گووند ڈاکو کا ڈیرہ کہاں ہے۔؟

دریا چمبل کے کنارے جنگل میں ایک ویران محل کا کھنڈر ہے گووند

اپنے ساتھیوں کے ہمراہ وہیں رہتا ہے لیکن میرے بھائیو! کیا تم ایک

دکھیا عورت کے بچے کی زندگی نہیں بچاؤ گے تم نے اپنے منہ سے بہن

کہا تھا کیا تم میری مدد نہیں کرو گے۔

عنبر نے کہا۔

بہن! تم سے جو گناہ ہوا وہ ہم تمہیں معاف کرتے ہیں ہم اپنی بہن کو بعد میں تلاش کر لیں گے پہلے تمہارے بچے کی جان بچائیں گے قربانی کو ابھی چار روز باقی ہیں تم اپنے گھر جا کر اطمینان سے بیٹھو خدا نے چاہا تو تمہارا بچہ وہیں تمہارے پاس پہنچا دیا جائے گا۔

شانتا نے دونوں کے پاؤں چھوئے ہاتھ جوڑ کر ایک بار پھر اپنے گناہوں کی معافی مانگی اور اپنے گھر کا پتا بتا کر رات کے اندھیرے میں واپس اپنے گھر آ گئی عنبر اور ناگ سوچ میں گم اپنی کوٹھڑی میں آ کر غور کرنے لگے کہ بچے کی جان کیسے بچائی جائے۔

موت کا سفر

بچے کی قربانی کا دن قریب آ گیا تھا۔
سارے ناگ مندر کو جھنڈیوں اور پھولوں سے سجایا جا رہا تھا سنگ مر مر کے فرش اور پتھروں کی مورتیوں کو مقدس پانی سے دھویا جاتا جس کوٹھڑی میں اچھوت عورت شانتا کے بچے کو رکھا گیا تھا وہاں پہرہ بہت سخت کر دیا گیا تھا کسی کو اتنی اجازت نہیں تھی کہ بچے کی ایک جھلک بھی دیکھ سکے۔ ادھر ناگ اور عنبر پریشان تھے کہ بچے کی جان ان ظالموں سے کیسے بچائی جائے جو گنوار تھے جاہل تھے، ظالم تھے۔ اور بچے کی قربانی کر کے ایک بہت بڑا گناہ کر رہے تھے بہر حال وہ یہ سارا تماشہ دیکھ رہے تھے انہیں بچے کی ماں کا بھی خیال تھا جس نے

اگرچہ ان کی بہن کو اغوا کرایا تھا مگر اس نے معافی مانگ لی تھی اور رو رو

کر ان سے التجا کی تھی کہ وہ اس کے بچے کی زندگی بچا لیں۔

آج بچے کی زندگی کی آخری رات تھی صبح سورج کی پہلی کرن کے

ساتھ ہی بچے کو دیوتا کے بت کے سامنے ذبح کر دیا جانا تھا کسی طرح

چھپتی چھپاتی ماتا کی ماری بچے کی ماں دوبارہ عنبر اور ناگ کے پاس آ

گئی وہ ان کے قدموں پر گر پڑی اور رو رو کر کہنے لگی۔

میری جان لے لو پر میرے بچے کو بچا لو بھائی میں تمہارے پاؤں پڑتی

ہوں میری جان لے لو میرے بچے کی جان بچا لو۔

عنبر نے کہا۔

بہن ہم تمہارے بچے کے بارے میں ہی سوچ رہے ہیں تم فکر نہ کرو۔

جا کر آرام سے گھر بیٹھو ہم تمہاری مدد ضرور کریں گے۔

ناگ نے تو یہاں تک کہہ دیا۔

بہن! تم گھر جا کر ہمارا انتظار کرو صبح ہونے سے پہلے تمہارا بچہ تمہارے پاس پہنچ جائے گا مگر تمہیں ایک بات کے لئے تیار رہنا ہوگا۔

وہ کیا ہے بھائی! میں تو مرنے کے لئے بھی تیار ہوں۔

تمہیں اپنے باپ کے ساتھ شہر سے فوراً نکل جانا ہوگا۔

عنبر نے کہا۔

مگر دوست! یہ بے چارے غریب لوگ ہیں یہ کہاں جائیں گے اگر یہ عربی گھوڑے پر بھی سوار ہو کر جائیں تو راجہ کی فوج انہیں راستے میں ہی پکڑ لے گی ناگ نے کہا۔

پھر کیا ہو؟

میرا تو خیال ہے کہ ہمیں اس عورت کے بچے کے ساتھ کسی اور جگہ چھپا دینا چاہیے۔

اس شہر میں تو ہم کسی بھی خفیہ جگہ سے واقف نہیں ہیں شانتا نے کہا۔

میرے باپ کا بڑا بھائی یہاں سے دو پہر کے سفر پر جنگل میں ایک جگہ رہتا ہے اگر میں اس کے پاس چلی جاؤں تو کیا خیال ہے۔؟

ہاں! یہ ٹھیک ہے اگر تم جنگل میں محفوظ رہ سکتی ہو تو یہاں سے ابھی ابھی اپنے باپ کو اپنے ساتھ لے کر نکل جاؤ ہمیں اس جگہ کا نشان بتا دو ہم بچے کو لے کر وہاں پہنچ جائے گے۔

شانتا نے کہا۔

میں بھی آپ کے ساتھ ہی بچے کو لے کر نہ چلوں؟

عنبر کہنے لگا۔

بہن! ہم پر اعتبار کرو ہم تمہیں پہلے صرف اس لیے بھیج رہے ہیں کہ تم عورت ہو ہو سکتا ہے راستے میں دیر ہو جائے پھر راجہ کے سپاہی ہمیں پکڑ لیں گے ہم مرد ہیں ہمیں معلوم ہے کہ تم جنگل میں موجود ہو تو ہم بڑی تیزی کے ساتھ یہیں سے بچے کو لے کر تمہاری طرف روانہ ہو

جائیں گے۔

اچھا بھائیو! جیسے تمہاری مرضی۔

آخر یہ بات طے پائی کہ شانتا اسی وقت اپنے باپ کو لے کر اجین شہر سے نکل کر اپنے باپ کے بڑے بھائی کے پاس جنگل میں پہنچ جائے شانتا چلی گئی اپنی جھونپڑی میں جا کر ساری بات اپنے باپ کو بیان کر دی اور دونوں گھر کو تالا لگا کر خچروں پر سوار ہو کر جنگل کی طرف روانہ ہو گئے وہ شروع رات میں چلے تھے انھیں خفیہ اور چھوٹے راستوں کا بھی علم تھا چنانچہ وہ آدھی رات ہونے سے پہلے ہی جنگل میں بڑے بھائی کی جھونپڑی میں پہنچ گئے۔

شانتا کے باپ نے اپنے بھائی کو سارا واقعہ سنا دیا تو یہ بھی کہا کہ دو نوجوان اس کی مدد کر رہے ہیں انھوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ ہر حالت میں بچے کو لے کر یہاں پہنچ جائیں گے بڑے بھائی نے کہا۔

ایسی صورت میں پجاری راجہ کی فوج کو لے کر تمہاری تلاش میں ضرور
نکلے گا اس لیے تمہارے لیے یہی بہتر ہے کہ ابھی سے چھپ جاؤ تا
کہ اگر فوج تلاش بھی لے تو تمہارا سراغ نہ مل سکے۔

اس شخص نے اپنی جھونپڑی کے پیچھے ایک ویران سی کھڈ میں ان
دونوں کو چھپا دیا اب وہ رات کو جاگ کر عنبر اور ناگ کا انتظار کرنے
لگے تھے کیوں کہ اگر وہ رات کو نہیں آتے تو اس کا مطلب تھا کہ بچہ
قربان کر دیا گیا ہے بچے کی ماں کی بری حالت تھی وہ کھڈ کے اندر نیم
بے ہوشی کے عالم میں پڑی اپنے خدا سے رو رو کر خاموش ہونٹوں
سے دعائیں مانگ رہی تھی۔

دوسری طرف عنبر اور ناگ حرکت میں آ گئے تھے کافی سوچ بچار کے
بعد انھوں نے فیصلہ کیا کہ اب سوچ بچار سے کام نہیں لینا ہو گا سوچ
بچار کا وقت گزر چکا ہے بچے کی زندگی انھوں نے اس وقت اپنی زندگی

کا سب سے بڑا نصب العین بنا لیا تھا ناگ نے عنبر سے کہا۔

دوست! تم گھوڑوں کو لے کر مندر سے باہر والے عقبی باغ میں رہنا میں کسی وقت بھی وہاں بچے کو لے کر پہنچ جاؤں گا۔

عنبر اسی وقت گھوڑوں کو کھول کر مندر کے پچھواڑے آ گیا ناگ نے اکیلی جھونپڑی کا دروازہ بند کیا۔ اور پھنکار کر سیاہ سانپ کے روپ میں آ گیا سانپ کے مندر میں اس کو سانپ کے روپ میں دیکھ کر کوئی شک نہیں کر سکتا تھا اور کوئی اسے مار بھی نہیں سکتا تھا کیوں کہ مندر میں زہریلے سے زہریلے سانپ کو مارنا منع تھا یہاں تک کہ اگر کوئی سانپ کسی کو کاٹ بھی لے تو اسے ہلاک نہیں کیا جا سکتا تھا یہ بات ناگ کے حق میں جاتی تھی۔

سانپ کی شکل اختیار کرتے ہی وہ اپنی کوٹھڑی میں سے نکل کر اس کوٹھڑی کی طرف روانہ ہو گیا جہاں بچے کو چھپا کر رکھا گیا تھا اس

کوٹھڑی کے باہر دو خونخوار سرخ آنکھوں والے ہٹے کٹے پجاری نیزے لیے پہرہ دے رہے تھے رات گہری ہو گئی تھی مندر میں ہر طرف خاموشی اور اندھیرا تھا صرف مورتی والے کمروں میں روشنیاں ہو رہی تھیں اور بھجن گانے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں یا پھر اس چبوترے کو مقدس پانی سے غسل دیا جا رہا تھا جہاں صبح ہوتے ہی بچے کو قربان کیا جانا تھا۔

سانپ دیوار کے ساتھ ساتھ رینگتا ہوا اس کوٹھڑی کے باہر آ گیا جہاں پجاری پہرہ دے رہے تھے اس نے ایک جگہ اندھیرے میں کھڑے ہو کر حالات کا جائزہ لیا وہ یہ سوچنے لگا کہ پہلے کس پر حملہ کرے کہ دوسرے کو حملے کی خبر نہ ہو ایک پجاری دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے فرش پر بیٹھا تھا سانپ نے سوچا اگر پیچھے سے جا کر وہ اسے ڈس دے تو اس کی موت پر شور نہیں مچے گا جب کہ دوسرا پجاری کھڑا ہو کر پہرہ

دے رہا تھا اگر سانپ اسے ڈس دے تو وہ ضرور دھڑام سے گر پڑے گا اور شور مچ جائے گا۔

سانپ فرش پر بیٹھے ہوئے پجاری کی طرف بڑھا وہ چھت پر سے ہو کر دوسری دیوار کے ذریعے نیچے فرش پر گیا اب وہ پجاری کے پیچھے تھا وہ چپکے سے رینگتا ہوا اس کے عقب میں آ گیا اور اس نے چپکے سے اپنا پھن پھیلا کر پجاری کی گردن پر اس زور سے ڈسا کہ وہ اف بھی نہ کر سکا اور زہر کے اثر سے اسی لمحے پتھر بن کر بے حس ہو گیا۔ پہلے پجاری کو ٹھکانے لگا کر سانپ بڑی تیزی سے اندھیرے میں دوسرے پجاری کی طرف آ گیا وہ بڑے مزے سے اپنے ساتھی کی موت سے بے خبر کھڑا ہوا پہرہ دے رہا تھا اندھیرے میں اسے سانپ نظر نہ آیا جو زمین پر رینگتا ہوا اس کے قریب پہنچ گیا تھا سانپ نے پجاری کے بالکل سامنے کھڑے ہو کر اپنا پھن پھیلا دیا پجاری نے سوچا کہ یہ مندر

کا سانپ ہے جو اکثر وہاں گھومتے پھرتے رہتے ہیں اور اسے کچھ نہیں کہے گا۔

پجاری نے ہاتھ جوڑ کر سانپ کو سلام کیا۔

سانپ اپنے دل میں مسکرایا کہ احمق آدمی اپنی موت کو سلام کر رہا ہے پجاری نے مسکرا کر سانپ کو چھونے کی کوشش کی سانپ نے لپک کر اس کی بھی گردن پر ڈس دیا پجاری حیرانی سے سانپ کو دیکھتا رہ گیا اس عرصے میں زہر اپنا کام کر چکا تھا پجاری کھڑے کھڑے دھڑام سے پتھر کے بت کی طرح نیچے گر پڑا وہ گرتے ہی مر گیا ان دونوں کا کام تمام کر کے سانپ جلدی سے کوٹھڑی کے اندر داخل ہو گیا اسے ان دونوں کی موت کا ذرا سا بھی افسوس نہیں ہوا تھا کیوں کہ یہ دونوں بڑے قاتل پجاری تھے اور انھوں نے بے شمار بچوں کو قتل کیا تھا۔

کوٹھڑی کے اندر وہ مکار پجارن بیٹھی بچے پر پہرہ دے رہی تھی جس

کے کندھوں پر بھی سینکڑوں معصوم بچوں کا خون تھا سانپ اندھیرے میں ایک طرف رک گیا کوٹھڑی میں ایک شمع جل رہی تھی جس کی روشنی بڑی معمولی تھی سانپ نے دیکھا کہ بچہ بے چارہ اپنے خوف ناک انجام سے بے خبر سو رہا ہے اور مکار ڈائن اس کے سر پر بیٹھی پہرہ بھی دے رہی ہے اور اسے کھا جانے کی نظروں سے دیکھے جا رہی ہے سانپ نے آگے بڑھ کر زور سے پھنکار ماری پجارن نے پیچھے مڑ کر دیکھا وہ کچھ حیران سی ہو گئی کیوں کہ عام طور پر کوٹھڑی میں کبھی کوئی سانپ نہیں آیا تھا اس لئے کہ اس کوٹھڑی میں مقدس سانپ دیوتا پر قربان کیے جانے والا بچہ رکھا ہوتا تھا اور یہ مقدس ناگ دیوتا کی توہین سمجھی جاتی تھی کہ کوئی سانپ اس کوٹھڑی میں داخل ہو جائے اس نے زمین سے لکڑی اٹھا کر دے ماری۔

سانپ اگر پرے نہ ہٹ جاتا تو ضرور زخمی ہو جاتا سانپ کو سخت غصہ

آیا اس نے زمین پر سے بلند ہو کر اپنا پھن پھیلا کر اور بڑے جوش اور غصے کے عالم میں بار اپنی زبان نکال کر جھومنے لگا پجارن نے آگے بڑھ کر سانپ کے سر پر لاٹھی مارنے کی کوشش کی کیوں کہ اس کے خیال میں وہ ایک مندر کا بے ضرر سانپ تھا اور اس میں اتنی جرائت نہیں تھی کہ وہ پجارن پر حملہ کرسکتا۔

مگر سانپ تو پجارن کا دشمن تھا جو ہر سال بچوں کی قربانی میں راجہ اور پجاریوں کا ہاتھ بٹاتی تھی وہ آگے بڑھ کر پجارن کے بالکل قریب آ گیا پجارن کے ماتھے پر پسینہ آ گیا سانپ نے فوراً گردن جھکائی ایک جھٹکا کھایا اور پجارن کے ماتھے پر کاٹ دیا پجارن کے منہ سے چیخ نکل گئی مگر اس کی چیخ سننے والا باہر کوئی نہ تھا دو توں پہرے دار اس سے پہلے مر چکے تھے پجارن کو دوسری بار چیخ مارنے کی مہلت نصیب نہ ہوئی وہ زمین پر گری اور گرتے ہی مر گئی۔

سانپ نے فوراً اپنی انسانی شکل اختیار کی اور بچے کو اٹھا کر کپڑوں میں لپٹا اسے سینے کے ساتھ لگایا اور کوٹھڑی سے باہر آگیا باہر دونوں پہرے داروں کی لاشیں اسی طرح پڑی تھیں ناگ نے ایک پہریدار کا نیزہ اٹھا کر ہاتھ میں پکڑلیا اور مندر کے بڑے دروازے کی طرف چل پڑا۔ بڑے دروازے کی ڈیوڑھی اندر سے بند تھی صرف ایک سپاہی پہرے پر تھا جو دیوار کا سہارا لیے اونگھ رہا تھا ناگ نے پہلے سوچا کہ چپکے سے اس کی جیب سے چابیاں نکال کر دروازہ کھولے اور باہر بھاگ جائے مگر پھر اسے خیال آیا کہ اگر وہ جاگ پڑا تو وہ شور مچادے گا اور پھر ناگ اکیلا بچے کے ساتھ سپاہیوں کا مقابلہ نہ کر سکے گا۔

اس نے سپاہی کو ہلاک کرنے کا فیصلہ کرلیا یہ سوچ کر اس نے بچے کو زمین پر لٹایا اور نیزہ لے کر سپاہی پر حملہ کرنے ہی والا تھا کہ بچہ رونے لگا ادھر بچہ رویا ادھر سپاہی کی آنکھ کھل گئی اس کی آنکھ کا کھلنا تھا کہ ناگ

نے نیزہ تول کر پوری قوت کے ساتھ سپاہی کے سینے میں گھونپ دیا

نیزہ اس کے دل سے پار ہو کر دوسری طرف نکل گیا اس نے آہ بھی نہ

کی اور مر گیا۔

ناگ نے اس کی جیب میں سے چابی نکال کر ڈیوڑھی کا دروازہ کھولا

اور باہر نکل گیا اتفاق سے بڑا پجاری اس وقت وہاں سے گزر رہا تھا

اس نے جو ایک آدمی کو بچہ اٹھائے بھاگتے دیکھا تو اسے شک سا ہوا

اس نے آواز دی۔

کون ہو تم۔

ناگ بالکل نہ رکا۔ پجاری نے پھر آواز دی۔

کون ہو تم جواب دو نہیں تو گرفتار کر لوں گا۔

مگر ناگ کے لئے وہاں رکنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا وہ بھاگ

کر مندر کے پیچھے آ گیا پجاری نے ایک دم شور مچا دیا سارے سپاہی

اور پہرے دار وہاں آ گئے پجاری نے کہا۔

فوراً اسے پکڑو وہ قربانی کے بچے کو چرا کر بھاگ رہا ہے سپاہی اور پہرے دار اس طرف اٹھ دوڑے جدھر ناگ گیا تھا اس وقت ناگ اور عنبر بچے کو لے کر گھوڑوں پر سوار ہو کر انہیں سرپٹ دوڑاتے جنگل کی طرف جا رہے تھے سپاہیوں نے بھی گھوڑوں پر سوار ہو کر ان کا تعاقب شروع کر دیا شہر کے دروازوں سے ناگ اور عنبر بڑی آسانی سے اس لئے گزر گئے کہ اتفاق سے دروازے کا ایک پٹ کسی ضروری کام کی وجہ سے کھلا تھا پہرے دار نے قلعے کے اندر سے دو سواروں کو سرپٹ گھوڑے دوڑاتے آتے دیکھا تو پرے ہٹ گیا کچھ اپنی جان بچانے کے لئے اور کچھ یہ سوچ کر شاید شاہی ہرکارے ضروری کام کی وجہ سے باہر جا رہے ہیں۔

عنبر اور ناگ نے شہر سے باہر نکل کر گھوڑوں کی رفتار اور تیز کر دی شاہی

فوج کے سپاہیوں نے بھی اپنے گھوڑوں کی باگیں ڈھیلی چھوڑ دیں اور گھوڑے ہوا سے باتیں کرنے لگے انہوں نے ناگ اور عنبر پر نیزوں کی ایک بوچھاڑ بھی چھوڑی مگر دونوں دوست ایک ٹیلے کا موڑ مڑ گئے اگر وہ موڑ نہ مڑتے تو سپاہیوں کے تیر ان کو چھلنی کر دیتے اب دریا ان کے سامنے تھا پیچھے دشمن تعاقب کر رہا تھا سامنے دریا آ گیا تھا اب کیا کریں کیا دریا میں گھوڑے ڈال دیں؟ ناگ اور عنبر نے دریا کنارے پہنچ کر دریا میں گھوڑے ڈال دیئے۔

ختم شد

☆ کیا قربان ہونے والا بچہ ماں کو واپس مل گیا؟

☆ ماریا کن حالات میں عنبر اور ناگ سے ملی؟

☆ زرتاش ٹھگ کا کیا انجام ہوا؟

☆ اس کے لئے اسی ناول کی اگلی یعنی سترھویں 17 قسط کا مطالعہ کریں۔